لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

گناہ اور سرکشی کا فرق

گناہ اور سرکشی میں کیا فرق ہے؟ ایک کیوں آسانی سے معاف کر دیا جاتا ہے اور دوسرا غضب اور عتاب کا موجب کیوں ہوتا ہے؟ اس لیے کہ پہلے میں قصداً مخالفت نہیں ہوتی، دوسرے میں مخالفت اور جرأت ہوتی ہے، آپ کوئی بہت پھٹا سا نوٹ جس کے کئی ٹکڑے ہو گئے ہوں صرف نمبر پڑھے جاتے ہوں بینک کی کھڑکی پر لیکر جائیے آپ کو اس کے بدلے میں نیا نوٹ دیدیا جائے گا۔ لیکن اگر آپ ایک نوٹ بینک سے لیں اور اس کو بینک کے افسر یا کلرک کے سامنے پھاڑ دیں تو چاہے اس کے دو ہی ٹکڑے ہوئے ہوں، آپ سزا اور عتاب کے مستحق ہوں گے اور سرکار کی توہین سمجھی جائے گی، اس لیے کہ پہلے میں ارادہ اور مخالفت کو دخل نہ تھا، اور یہ محض سرکشی اور جرأت ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں آتا ہے:

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا أَخْطَأْتُمْ بِهٖ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ۔

(تم سے جو خطا قصور غلطی اور بھول سے ہو جائے وہ گناہ نہیں لیکن دل کے عزم و ارادہ سے جو نافرمانی ہو وہ گناہ ہے اور اس پر پکڑ ہوگی) — حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددیؒ (صحبتے با اہل دل)

۲۵ نومبر ۱۹۹۲ء

Regd. No. LW/NP56

Office : 72338
Princi. : 72336
G.House : 73664

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW (India)

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
۳۴۱۷۸۴۲ ۳۴۵۷۹۶۶، ۳۴۵۰۰۵۹
Fax: 009122-6341635 Telex: 011-79341 BARI IN

نورانی تیل
لیبل پر ڈرگ لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ سول پر مارکہ ضرور دیکھیں
انڈین کیمیکل کمپنی کی کہیں کوئی برانچ نہیں ہے دھوکہ نہ کھائیں۔ مئو کا بنا اصلی نورانی تیل مئو کا پتہ دیکھ کر خریدیں۔
INDIAN CHEMICAL MAU.N.B. 275101

کتاب کا علم سے گہرا رشتہ ہے
ندوۃ ایجنسی و دار المطالعہ
گزشتہ چند برسوں سے اسلامی کتابوں کی نشر و اشاعت کا کام ہو رہا ہے جہاں آپکو عرب و عجم کی ممتاز علمی شخصیت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی و مشہور عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی و دیگر اہل قلم علمائے حقانی کی مایہ ناز کتابیں دستیاب ہیں۔ نیز ندوۃ ایجنسی کی جانب سے ایک اہم اور معرکۃ الآرا کتاب "رویت ہلال کا مسئلہ" نہایت دیدہ زیب فوٹو آفسیٹ پر معیاری طباعت کیساتھ شائع کی گئی ہے جو مشہور اہل قلم مولانا محمد برہان الدین سنبھلی کے قلم کا شاہکار اور علمی تحقیق کا نتیجہ ہے جس کو اہل علم نے اس موضوع کی مایۂ ناز تصنیف قرار دیا ہے۔ مکتبہ ندویہ، مکتبہ الفرقان اور مکتبہ اسلام سے کتاب طلب کر سکتے ہیں۔
ندوۃ ایجنسی میں کتابیں ۲۵ فیصد ڈسکاؤنٹ پر دستیاب ہیں۔
دار المطالعہ ندوہ میں آپ کتابیں رسائل پڑھ سکتے ہیں اور مستعار بھی لیجا سکتے ہیں۔

بمبئی میں
مٹھاس کی دنیا کا ایک ہی نام
★ انواع و اقسام کی خوش ذائقہ و دل پذیر مٹھائیاں
★ دیسی گھی زعفران و میوے سے بھرپور۔
طہور اسویٹس
اسپیشل افلاطون ● مینگو برفی ● ڈرائی فروٹ برفی ● انجیر برفی ● پائن ایپل برفی ● ڈنگ لڈو ● تیسہ لڈو ● قلاقند اور نان خطائی
ناگپاڑہ جنکشن ۲۲۵/۴۵ بلاسس روڈ بمبئی
فون ۳۰۹۱۳۱۸ - ۳۰۱۲۷۷۳

گذارش

خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کرے کہ جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ منی آرڈر کوپن پر صاف خوشخط پتہ لکھیں اگر جدید خریدار ہوں تو اس کی صراحت فرمادیں جواب طلب امور کے لئے جوابی خطوط ارسال کریں۔ شکریہ — منیجر

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے آزاد پریس لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کیلئے شائع کیا

لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت ونشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۳۰ ۲۵ نومبر ۱۹۹۲ء مطابق ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ شمارہ ۲

مرپرست

مولانا معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارۂ تحریر

شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا سلمان حسینی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی — مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد رضوان ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید

خط وکتابت ومنی آرڈر کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳
ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زرِ تعاون ملکی

سالانہ پچاس روپے
فی شمارہ ۲/۲۵

بیرون ملک فضائی ڈاک

ایشیائی۔ یورپی۔ افریقی و امریکی ممالک
۲۵ ڈالر

بیرون ملک بحری ڈاک

بحری ڈاک جملہ ۱۰ ڈالر

نوٹ :-
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں، اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں

خریدار نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر تعمیر حیات جانا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں

اور اگر جدید خریدار ہیں تو بھی صراحت ضروری ہے

شمس الحق ندوی

4229
1.839

ادب اور داعی

امت مسلمہ امت دعوت ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی اور رسول تھے ان کے بعد اب کوئی نبی تا قیامت نہیں آئے گا لیکن ضلالت وگمراہی کا بازار برابر گرم رہے گا، ضلالت وگمراہی کی تاریکیوں میں قندیل رہبانی روشن کرنے کا کام اب آخری نبی کی آخری امت کے سپرد ہے وہی اب انسانی صلاح وفلاح کے راستے دکھائے گی قرآن کریم نے اس امت پر دعوت کی یہ ذمہ داری ان الفاظ میں ڈالی ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ مومنو! جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا کام اب اسی خیر امت کا فریضہ ہے۔ لہٰذا اس امت کو رشد وہدایت کے مقدس فریضہ کو ادا کرنے کے لیے میٹھی زبان اور دلکش اسلوب بیان سے کام لینا ازبس ضروری ہے۔ دعوت کے اس نازک فریضہ کو انجام دینے کیلیے ایسا اسلوب بیان اپنانا ضروری ہوگا جو دلوں کو چھو لے، داعی کو مخاطب کے ذہن وفکر اس کے بہکے ہوئے خیالات کا پورا جائزہ لے کر اس کو مخاطب کرنا ہوگا تاکہ دانشمندانہ طریقہ پر اس کے غلط خیالات کا ازالہ کرکے تب ہی اس میں ہدایت کا پودا جما سکے۔ قرآن کریم نے اسی طرف رہنمائی کرتے ہوئے یہ تعلیم دی ہے۔ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ (اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔

لہٰذا نصیحت اور دعوت وتبلیغ میں ایسا طریقہ اپنانا ضروری ہوگا جو مخاطب میں ضد نہ پیدا کرے اس کے اندر جھنجھلاہٹ اور غصہ نہ پیدا کرے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ابو حنیفہ کی بیان کردہ مثال داعی کے لیے طریقۂ دعوت کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے فرماتے ہیں:۔ "جب ہم مناظرہ کرتے تھے تو یہ سمجھتے ہوئے کرتے تھے کہ جیسے ایک آدمی کے کندھے پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہے اور اسے اس حد تک کام لینا ہے کہ کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے پرندہ اڑ جائے" ہمیں تو اس پرندہ کو پکڑنا تھا اس لیے ہم اتنی احتیاط سے کام لیتے تھے"۔

مطلب واضح ہے کہ مخاطب میں جو بھی قبول خیر کی صلاحیت موجود ہے بحث ومباحثہ کا مقصود اس کا بڑھانا ہو کر جو کچھ موجود ہے وہ بھی غائب ہو جائے۔ موعظۂ حسنہ کا مقصود ہی یہ ہے کہ ہم دعوت وتبلیغ کا ایسا طریقہ اپنائیں جو مخاطب کے دل کو چھولے بقول اقبال ؎ نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز ؛ یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

داعی کا یہ زعم وخیال کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ حق ہے اس لیے مخاطب کو اسے ماننا پڑے گا خواہ ہم کسی اسلوب وانداز میں بات کریں حق حق ہے اس کو ماننا چاہیے یہ طریقۂ دعوت نہایت غلط ہے اور ایسا داعی فریب نفس کا شکار ہوتا ہے یہ طریقہ انبیاء کرام کے اسلوب دعوت کے قطعاً خلاف ہے۔ قرآن کریم میں موعظۂ حسنہ کی بہت سی مثالیں موجود ہیں اور انھیں پر زور دیا گیا ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب دعوت ہمارے لیے نشان راہ ہے مگر بسا اوقات داعی اسکو نظر انداز کرکے بحث ومناظرہ میں ایسا الجھتا ہے کہ مخاطب کو حق سے قریب لانے کے بجائے اور دور کر دیتا ہے۔ بسا اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کی کسی کمزوری کا ذکر کرکے اس کے اندر عداوت ومخالفت کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے جو مزید گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔

اگر مخاطب داعی کی بات کو تسلیم نہیں کرتا وہ اس کی بات سمجھنے کو تیار نہیں تو کوئی اشتعال انگیز بات کہنے کے بجائے کہ جو اس کے جذبۂ انتقام کو بھڑکا دے اور وہ ماننے والوں کو بھی بہکانے پر کمر بستہ ہو جائے۔ قالوا سلاما پر عمل کرتے ہوئے

درس حدیث

جہاد اور جنگ کے محرکات

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی — ترجمہ شمس الحق ندوی

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اُمرت أن أقاتل الناس حتی یشهدوا أن لا الٰه الا الله وأن محمداً رسول الله ویقیموا الصلاة ویؤتوا الزكاة فاذا فعلوا ذالك عصموا منی دماءهم وأموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم علی الله۔

(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے جنگ جاری رکھوں اس وقت تک کہ وہ اس بات کی شہادت ادا کریں (یعنی اس کا اقرار واعلان کریں) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے پیغمبر ہیں، اور نماز قائم کرنے لگیں، اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں، پس جب وہ یہ سب کچھ کرنے لگیں تو انھوں نے اپنے جان ومال کو مجھ سے محفوظ کر لیا سوائے حق اسلام کے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔

اسلام کسی خاص قوم وقبیلہ یا خاص ملک وخطۂ زمین کا دین نہیں ہے بلکہ اس کو خالق جہاں نے تمام انسانوں کے لیے اتارا ہے خواہ وہ کسی بھی قوم ونسل سے یا دنیا کے کسی بھی خطۂ زمین سے تعلق رکھتے ہوں۔ ہر وہ شخص جس کو اس دین کی نعمت نصیب ہو اس کو دوسرے انسانوں تک اس دین کو پہنچانا چاہیے اور اس کی دعوت دینی چاہیے اسلامی حاکم اور حکومت کا یہ فریضہ ہے کہ ان تمام انسانی بستیوں میں اس دین کو پہنچائے جہاں کے لوگ اس دین سے بے خبر ہوں اور اس پر عمل نہ کرتے ہوں دعوت کے اس کام میں اگر کوئی قوم وقبیلہ رکاوٹ ڈالے تو حکومت کو اس سے جنگ کرنا چاہیے تا آنکہ وہ رکاوٹ ختم نہ ہو جائے، یا رکاوٹ ڈالنے والے اپنی اس حرکت سے باز نہ آجائیں اور دعوت اسلام کے لیے راستہ صاف نہ ہو جائے تاکہ لوگوں کے سامنے دعوت دین پیش کی جا سکے اور لوگوں کو اس کے سمجھنے کا موقع ملے پھر وہ اپنی رضا ورغبت سے اسے قبول کریں یا نہ کریں، اصل لوگوں کو دین سے واقف کرانا ہے جنگ مقصود نہیں جنگ تو ضرورۃً اس وقت کی جائے گی جب کوئی اس کام میں رکاوٹ ڈالے، جہاد کی فضیلت ضرورت کے تحت ہے تاکہ خدا کے بندے خدا ہی کے بھیجے ہوئے دین کو اپنائیں اور ظالم وجابر لوگ اس میں رکاوٹ نہ بننے پائیں، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا جو دعوت کی راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے رہے اہل کتاب تو ان کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ یا تو مسلمان حکومت کو جزیہ دینے پر رضا مند ہوں یا پھر جنگ کریں۔ اب ان میں سے جو کلمۂ شہادت پڑھے اور اس کا اقرار کرے، نماز پڑھے، زکوٰۃ دے تو اس کی جان ومال دونوں محفوظ ہو جائیں گے سوائے اس کے کہ اسلامی احکامات کے تحت اس کا مطالبہ ہو، مثلاً قصاص میں قتل کر دیا جانا یا چوری کی سزا میں ہاتھ کا کاٹا جانا وغیرہ اسلام کے دوسرے ارکان میں سے یہاں خاص طور سے نماز اور زکوٰۃ ہی کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ فرد ومعاشرہ کو اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے کہ نماز بارگاہ خداوندی میں بار بار کی حضوری سے دل کو پاک کرتی رہتی ہے اور زکوٰۃ سے مال کی پاکی کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں موجود فقراء ومساکین کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے" والی حدیث میں گذر چکا ہے کہ جو شخص اس کو دل کے یقین وتصدیق کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ کرے گا وہ مومنین میں شمار ہوگا۔ اب اگر کوئی خدانخواستہ تقیہ کے طور پر یا تلوار کے ڈر سے کرتا ہے تو اس کا حساب خدا پر چھوڑ دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر وپوشیدہ دونوں کو جانتا ہے (إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ) حاکم اور مصلح تو ظاہر حال کے مطابق معاملہ کرنے کے مکلف ہیں۔ شرعی احکام میں اعتبار ظاہر ہی کا کیا جاتا ہے۔

کلمۂ شہادت یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔"

قرآن کریم کی اس حقیقت بیانی کے بعد اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہوگا اور جو شخص اس مدعی نبوت کو سچ جانے گا اور اس کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ اور کافر ہوگا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد ساری نبوتوں کا قیامت تک کے لیے خاتمہ فرما دیا اس کے بعد کسی کے لیے دعوۂ نبوت کی گنجائش نہیں باقی رہی، تمام علماء قادیانیوں کے کفر پر متفق ہیں جو شخص اس حقیقت سے ناواقف ہو یا جان بوجھ کر اپنے کو ناواقف ظاہر کرے خدا پر جھوٹ باندھتا ہے جیسا کہ غلام احمد قادیانی نے کیا ہے۔

صحیحین کی روایت ہے کہ میری امت میں تین جھوٹے ہوں گے اور ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

آپ کا یہ فرمانا کہ (جب وہ ایسا کریں) فعل کا لفظ یہ بتاتا ہے کہ کلمۂ شہادت کا زبان سے ادا کرنا کافی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کو یقین آجائے، اور ایمان وہ ہے جو دل میں بیٹھ جائے اور عمل سے اس کی تصدیق ہو۔

(مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیں گے) یعنی اس کے بعد ان سے نہ جنگ کی جائے گی نہ ہی کوئی اور تکلیف پہنچائی جائے گی، سوائے کلمۂ شہادت کے عائد کردہ قوانین کے جیسے قصاص یا رجم جو شادی شدہ زانی پر نافذ ہوگا، بعض لوگوں نے اِلَّا بِحَقِّهَا میں ضمیر کا مرجع جان ومال کو مانا ہے جس کا مطلب ہوگا جان ومال کو اسلام کی راہ میں لگانے کا جو تقاضا ہے وہ پورا کرنا ہوگا۔ بخاری شریف میں ابن

عمرؓ سے مروی روایت سے جو (الا بحق الاسلام) کے لفظ سے حدیث مذکور میں پہلی صورت مراد لی گئی ہے۔ اور یہ جو روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما میں مانعین زکوٰۃ سے قتال کے بارے میں اختلاف ہوا اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے کیسے قتال کریں گے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، (مجھے لوگوں سے قتال کا حکم ملا ہے جب تک لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ لیں جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنی جان ومال کو محفوظ کر لیا سوائے اس حق کے جو اسلام اس پر واجب کرتا ہے اس کے بعد تو اس کا معاملہ خدا کے حوالہ ہوگا) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: خدا کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک رسی بھی دیتے تھے اور اس وقت اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا، یہ سنکر حضرت عمر نے فرمایا، میں یقینی طور پر سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لیے حضرت ابوبکرؓ کو شرح صدر فرما دیا تھا اس سے میں سمجھ گیا کہ یہی درست ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے جواب میں فرمایا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "الا بحقها" نہیں فرمایا ہے، اس کا حق نماز کی پابندی اور ادائیگی زکوٰۃ ہے خدا کی قسم اگر انھوں نے زکوٰۃ نہ دیا تو ان سے جنگ کروں گا۔

کوئی معترض یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ انسان باہم ایک دوسرے کا تعاون کرے مدد وسہارا دے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی اصول کیونکر مقرر فرمائے آپؐ نے اور آپ کے صحابہؓ نے جنگیں کیوں کیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جنگیں بھی انسانی تعاون کی بنیاد پر تھیں، اس لیے اسلام نے حق پسندوں اور حق کے طلبگاروں پر کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ بلکہ تلوار ان مظلوم انسانوں کی مدد کے لیے اٹھائی پڑی جن پر ظالم بادشاہوں نے نہ صرف عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا بلکہ حق کی روشنی بھی ان تک نہ پہنچنے دیتے تھے، لہٰذا تعاون کا یہ تقاضا تھا کہ ظلم کا خاتمہ کیا جائے، اور مظلوم ومصیبت کے مارے انسانوں کو جو ظالم حاکموں کی

باقی ص ۱۵ پر

بھلی طرح اس سے الگ ہو جانا چاہیے اور اپنی صلاحیت کو دوسرے شخص یا جماعت کی اصلاح میں صرف کرنی چاہیے۔

ایسا داعی عقل مند و دانا ہرگز نہیں قرار پا سکتا جو خود مسلمانوں کے اندر پھیلی ہوئی کمزوریوں اور تساہلی کو محسوس کر کے یہ فیصلہ کرے کہ یہ سوسائٹی اسلام سے بالکل منحرف ہو چکی ہے اور اس کے نتیجہ میں کام کا انداز ایسا اپنائے جیسے وہ گویا غیر مسلموں میں کام کر رہا ہے۔

حالانکہ داعی کی ذمہ داری تو یہ ہے کہ جو چیز موجود ہے وہ ضائع نہ ہونے پائے کوشش یہ ہونی چاہیے کہ موجودہ صلاحیت اسکے مخاطب کو آگے بڑھانے میں مددگار بنے نہ کہ اس کو مزید دور کر دے۔

داعی کو خواہ زبان سے ہو یا قلم سے اس کا ضرور جائزہ لے لینا چاہیے کہ جس فرد، جماعت یا سوسائٹی کو وہ اپنا مخاطب بنا رہا ہے۔ اس کی بے راہ روی میں کیا کیا عوامل کام کر رہے ہیں، اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر ان کو مخاطب کیا جائے اگر وہ ذہنی الجھنوں میں مبتلا ہے تو دلائل و شواہد کے ذریعہ بہترین پیرایۂ بیان میں اس کو مطمئن کرنے کی فکر کی جائے اس کی ہمارے اسلاف کے کارناموں میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اگر کوئی داعی صرف حق بات کہہ دینے ہی کو ادائیگی فرض سمجھتا ہے تو یہ اس کی بڑی خام خیالی ہے بھونڈے انداز میں مخاطب کے ذہن کو جھٹکا دینے کے بجائے میٹھے اور شیریں انداز میں پہلے اس کو مانوس کیا جائے پھر دھیرے دھیرے مناسب مقدار میں اور اچھے اسلوب بیان میں اسکو صحیح اسلامی غذا دی جائے جس کی بہت کھلی ہوئی رہنمائی ان نبوی کلمات سے ہوتی ہے۔

بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا

لہٰذا داعی کے لیے از بس ضروری ہے کہ اپنی زبان و قلم دونوں کو ادب کے زیور سے آراستہ کرے دعوت کا کام جتنا نازک ہے اس کو اتنا ہی آسان سمجھ لیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں بعض وقت فائدہ سے زیادہ نقصان پہنچ جاتا ہے۔

جو حضرات ادب اسلامی کے داعی ہیں وہ انھیں خطوط کی طرف رہنمائی کرتے ہیں تاکہ ان سے دعوت کے کام میں مدد لی جاسکے۔

سچی باتیں

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

مدتوں پیشتر سرزمین شام پر، دریائے یردن کے کنارے، اہل حق و اہل باطل کے درمیان معرکہ پیش ہے، اہل حق، بہ دستور مظلوم، اہل باطل حسب معمول ظالم، اپنی قلت تعداد اور بے سر و سامانی اور غنیم کی کثرت افواج اور ساز و سامان دیکھ، مظلوم گھبرا اٹھے اور دل و دماغ کی مرعوبیت زبان پر یہ فقرہ لائی "لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ" آج ہم میں اتنی سکت کہاں کہ جالوت اور اس کے لشکر جرار سے مقابلہ کر سکیں۔ سردار نے کہا دیکھو، ہمت نہ ہارو، یہی وقت امتحان کا ہے، صبر و ضبط، ثبات و استقامت کی آزمائش کی یہی گھڑی ہے، پیاس کی شدت میں یہ نہ کر بیٹھنا کہ بہتے ہوئے دریا کو دیکھ سب اسی پر ٹوٹ پڑو، اور لگو پیٹ بھر بھر کر پانی پینے، ہاں ایک آدھ چلو پی لینے میں، بقدر ضرورت شدید مضائقہ نہیں۔ حکم یہ تھا حکم کی تعمیل کرنے والے بس چند ہی ہمت والے جوان نکلے، اور معرکہ وہی جیتے۔

قصہ افسانہ نہیں، حالات حاضرہ کی ہو بہو تصویر ہے، ملت اسلامیہ کے سامنے آج بھی مہیب و دیو پیکر جالوت، مع اپنے بے گنتی لشکر اور بے حساب ساز و سامان کے کھڑا ہوا ہے، دل اس کر و فر سے مرعوب، دماغ اس قوت و عظمت، شان و شوکت، زیب و زینت کے آگے مفلوج، کوئی سائنس، فلسفہ، اور "علوم جدید" کے نام سے لرزہ بر اندام، کوئی معاشیات سیاسیات اور آرٹ کی اصطلاحوں کے آگے ہتھیار ڈالے ہوئے، لڑنے کی قوت، مقابلہ کی سکت کس میں؟ زیادہ سے زیادہ زبانوں پر بھی آواز کہ "جہاں تک ممکن ہو حالات کا ساتھ دو، اپنے کو زمانہ کے مطابق بنا دو" اور "حالات" یا "زمانہ" سے ہمیشہ مراد، روس کا، یا انگلستان کا یا خود آریہ ذات کا نقشۂ زندگی! ـــ جالوت اور لشکر جالوت ہی کسی عنوان کے ساتھ! ـــ جاہ و منصب کا، عہدوں اور وزارتوں کا، ترقیوں کا، کامیابیوں کا، بہتا ہوا دریا، اس طرف، اور اسے خوب جھک کر پینے کی ہوس ہر دل میں، ہر زبان اس پیاس میں باہر نکلی ہوئی متاع الدنیا قلیل کی صدائے غیبی آج بھی کانوں میں آ رہی ہے کہ "خبردار ظاہری لذتوں اور نمائشی راحتوں پر جھک نہ پڑنا تمہارا اپنا نصب العین زندگی جو موجود ہے اس کی آن میں سر مو فرق نہ آنے دینا، اس سراب سے تعلق اگر رکھو تو محض اقل قلیل، بہ قدر ضرورت" ـــ اس آواز پر کان دھرتا کون ہے؟

جالوت نے کہا پردہ توڑ دو، ہم نے عرض کیا "ہماری لڑکیاں حاضر ہیں" آواز آئی کہ سینما کے ذریعہ ترقی حاصل کرو، ہم بڑھ کر بولے کہ "اور ہمارے لڑکے ہیں کس دن کے واسطے" حکم ہوا بینک کھولو، ہم نے کہا "یہ حرمت سود ہی کا ڈھکوسلا تو ہماری ترقی میں حائل رہا ہے" ارشاد ہوا ابنائے وطن کی کرو، جواب میں ہم نے گزارش کی کہ "اس کی حریف اسلامیت ہی تو ہم کو تباہ کیے ہوئے ہے" ـــ اقبال نے رجز خوانی کی؎

اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے!

لیکن جب مصطفوی، خود ہی بولہبی میں بکا ہو، اور ایک کر کے شیوۂ بوجہلی اختیار کرتا جا رہا ہو، تو بت کو خاک میں ملانے والا کہاں سے پیدا ہو گا! زمین کے نمک ہم خود تھے، لیکن جب نمک ہی اپنی نمکینی کھو دے تو اسے کس چیز سے نمکین کیا جا سکتا ہے؟

منقول از صدق ۱۵ر جون ۱۹۳۹ء

بقیہ: ہر نفس ڈرتا ہوں

اور اسی کے پاس ایک پردہ نشین عورت کھڑی ہے ایک دوسرے کارٹون میں ایک شخص کو اس طرح دکھایا گیا ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں کوڑا ہے اور دوسرے ہاتھ میں پرچم اسلام ہے، اس طرح کی تصاویر اور مضامین ایشیائی ممالک کے اخبارات بھی شائع کرتے رہتے ہیں، اس طرح بعض میگزین غریب عوام اور برہنہ افراد کو اسلام کی طرف لپکتے ہوئے دکھاتے ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ایسے پروگرام اور مکالمے پیش کیے جاتے ہیں جن میں اسلامی دنیا کے مسائل پر بحث و مباحثے ہوتے ہیں، ان پروگراموں میں ان مسائل کی طرف اس طرح اشارے کیے جاتے ہیں کہ یہ ان ممالک کے اسلام سے وابستگی کے نتائج ہیں۔

اسلامی ممالک کی غیر مسلم اقلیتوں کی خیالی خستہ حالی کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے جبکہ غیر اسلامی ممالک میں مسلم اقلیت کی واقعی اور حقیقی پریشاں حالی اور بدحالی کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسلامی ممالک میں مغربی نظامہائے حکومت کی ناکامی کے بعد یہ لازمی بات ہے کہ دنیائے اسلام مغرب کے نظریات سے مایوس ہو اور ان سے نجات حاصل کرنا چاہیے۔

ان پروپیگنڈوں کو تھوڑی بہت جو کامیابی ملی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم اسلام میں مغرب کی کٹھ پتلی حکومتیں دل و جان سے ان کے ساتھ ہیں، اسلامی تحریکات کو کچلنے کے لیے خاص طور پر انھیں امداد دی جاتی ہے، مغرب نے کمال عیاری سے عالم اسلام کے حکمرانوں میں اسلام سے دہشت و نفرت جاگزیں کر دی ہے، عالم اسلام کے اہم اخبارات کے قلم کار اور کالم نگاروں نے اپنے قارئین کو مغرب کے اس موہوم دہشت و خوف سے اس طرح آگاہ کیا اور کر رہے ہیں جیسے عالم اسلام کا سب سے بڑا اور نازک مسئلہ یہی ہے، لیکن فقر و جہالت پسماندگی، ڈکٹیٹر شپ، شراب نوشی اور جرائم کی بہتات کی طرف یہ بھولے سے بھی نظر نہیں اٹھاتے، حالانکہ یہ عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کے حقیقی مسائل ہیں۔ اکثر اسلامی ممالک میں یورپ کی وفادار حکومتیں قائم ہیں، جو عوام کے نام پر عیش کر رہے ہیں، ان کے عوام ظلم و زیادتی کے شکار ہیں، متعدد ممالک میں انتخابات کالعدم قرار دے دیئے گئے ہیں، یہاں سالہا سال سے لوگ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، سڑکوں پر چلتے ہوئے بے گناہ انسانوں کو گرفتار کر کے، قیدخانوں کی تنگ کوٹھریوں میں بھیج دیا جاتا ہے، جہاں انھیں سخت اذیتیں دی جاتی ہیں لیکن یہ نہ کوئی تشویش کی بات ہے اور نہ تہذیب و تمدن کو اس سے کوئی خطرہ لاحق ہے، ابلیس کو اگر ڈر ہے تو بس اسلام سے ہے جو

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے

مولانا واضح رشید ندوی ایڈیٹر "الرائد" ندوۃ العلماء لکھنؤ ـــ ترجمہ ـــ ضیاء الرحمٰن (فضیلت دوم)

آج عالم انسانیت کو اقتصادی و معاشی بحران، طبعی حادثات، قومی و نسلی ملکی و علاقائی کشمکش، اور علاحدگی پسندی کے رجحان سے مسلح جنگوں کا سامنا ہے اپنے جائز و ناجائز حقوق اور مطالبات کے لیے افراد اور گروہ دہشت گردی کی راہ اختیار کر رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں حیات انسانی اور تمدن انسانی کو سنگین مشکلات درپیش ہیں، لاکھوں انسان فقر و فاقہ، قحط اور جنگ و جدال کی وجہ سے لقمۂ اجل بن رہے ہیں، حوادث اور آفات سماوی کا بھی زور ہے، لاکھوں افراد محرومی اور ہلاکت و کلفت کی تلخیوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اخلاقی فساد اور بدامنی بھی اپنے شباب پر ہے۔

ایک طرف تو انسانی برادری ان دشوار کن مسائل سے دوچار ہے، دوسری جانب مغربی قائدین اور اہل قلم، سیاسی رہنما اور امن و سلامتی کے دعویدار، عالم انسانیت کی ان مشکلات و مسائل کے حل کرنے کے بجائے اپنی توجہ اور سارے عالم کی توجہ ایک ایسے خطرہ اور سنگینیت کی طرف پھیرنے میں مصروف ہیں، جس کا حقائق سے کوئی واسطہ نہیں، اور خوف کی نفسیات کی پیداوار ہے، اور حقیقی خطرات سے چشم پوشی اختیار کر رہے ہیں جو سارے عالم کے لیے حقیقت میں سنگین نتائج کے حامل ہیں۔

اس دور میں ذرائع ابلاغ ان لاکھوں افراد کی زبوں حالی سے چشم پوشی کر رہے ہیں، جو دنیا کے مختلف علاقوں میں مصائب کا شکار ہیں، اور ان لاکھوں ایشیائی و افریقی باشندوں کی حرماں نصیبی کو نظر انداز کر رہے ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں حالانکہ ان کی بڑھی ہوئی قوت شامہ دور رس نگاہیں، انھیں معمولی معمولی واقعات اور چھوٹے چھوٹے حادثات سے باخبر رکھتی ہیں، انھیں ایک وقت موٹروں اور بسوں کے حوادث، دور دراز غیر آباد علاقوں میں ٹرینوں کے حادثات، جہازوں کے اغوا اور بینکوں کی نقب زنی، حتیٰ کہ کسی فرد کے مال و دولت لٹ جانے کا پتہ رہتا ہے، اور وہ ان واقعات کو بڑی تفصیل سے پیش کرتے ہیں، دوسری طرف وہ بڑے المیہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اگرچہ مصائب و آلام سے دوچار انسانی بستیاں اور دم توڑتی زندگیاں ان خبر رساں ایجنسیوں کی جنس و نوع سے مختلف ہیں، ان کا رنگ و خون ان کے رنگ و خون سے جدا ہے، ان کی قومیت ان سے الگ ہے ان کی زبان ان کی زبان سے میل نہیں کھاتی، اور ان کا دین ان کے دین سے مختلف ہے۔

موجودہ دنیا سخت مغالطہ میں ہے کہ یورپ دین یا قومی عصبیت سے آزاد ہو چکا ہے، وہ خالص سیکولر ہے اور عالمی تصور رکھتا ہے، یہ محض دھوکہ اور فریب ہے، جس میں اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ مبتلا ہیں، مغرب کے ساتھ پیہم تجربات و مشاہدات نے یہ بات واضح کر دی ہے، کہ مغربی دنیا ابھی بھی دینی و مذہبی عصبیت، گروہی کشمکش اور فرقہ واریت سے آزاد نہیں رہی، ان کے سارے وسائل اور ایجنسیاں خواہ انسانی حقوق کی ہوں، یا ریلیف کی ہوں، اور چاہے وہ تعلیمی و تربیتی ہوں یا ثقافتی یا ٹکنیکل ہوں، سب کے سب دینی اشرار اور قومی عصبیت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

دینی تصور یا قومی شعور کوئی عیب کی بات نہیں اگر وہ ایجابی ہو، جو چیز خطرناک اور تشویشناک ہے وہ یہ کہ دینی تصور اور مذہبی نظریہ سلبی ہو یعنی یہ تصور کہ، دوسرے ادیان و مذاہب سے نفرت و عداوت کی جائے، اور دوسری اقوام و ملل سے نفرت اور بدخواہی کا جذبہ رکھا جائے۔

یورپ کا تصور ہمیشہ سلبی رہا ہے وہ اپنی زبان، تہذیب اور نظریات کا داعی ہی نہیں بلکہ دوسروں کی زبان، تہذیب اور نظریات کو مٹانا چاہتا ہے، اس نے دوسری زبانوں، تہذیبوں اور تاریخ کا مطالعہ اسی نقطۂ نظر سے کیا ہے، اور اس کے تحقیقی ادارے اسی نقطۂ نظر سے کام کرتے ہیں۔

یورپ کی طرف سے فکری حملہ کا آغاز اس طرح ہوا کہ، اولاً اسلام کا مطالعہ کیا گیا، اور یہ اس لیے نہیں کہ اسے اسلام سے محبت تھی، یا ان کے اندر اسلامی کلچر و تہذیب کے فروغ کا جذبہ تھا بلکہ محض اسلامی تاریخ کو بگاڑ کر اسلامی علوم و فنون میں تحریف کرے اور اس کے عظیم قائدوں کے کردار کو مسخ کر کے پیش کرنے کے لیے، اس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موضوع بنایا، یا قرون اولیٰ کی تاریخ کو، ان تمام جد و جہد کے پس پردہ یہ جذبہ کارفرما رہا کہ اسلام پرستوں اور دین کے متوالوں کو نئے نئے مسائل میں الجھا کر رکھا جائے اور ان کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔ حالانکہ ایجابی اور مثبت طریقہ تو یہ تھا کہ اہل یورپ حضرت مسیحؑ کی زندگی، اور ان کی تعلیمات کو عام کرتے، اور مغربی ترقی یافتہ تہذیب و ثقافت اس کے تمدنی نقوش سے دنیا کو روشناس کراتے ...... لیکن

مغرب اور اہل یورپ کے یہاں ہمیشہ سلبی اور منفی پہلو کو ترجیح حاصل رہی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ حقائق کے بجائے وہم و خیالات کی بھول بھلیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں، اسی طرح ان کی خبر رساں ایجنسیاں بھی خیالی اور غیر واقعی چیزوں کو ہوا دیتی رہتی ہیں، وہ اسی کو معراج سمجھتی ہیں کہ اسلامی دنیا کو بھیانک اور خطرناک اژدہا بنا کر پیش کریں، وہ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکتی ہیں، وہ عالم اسلام کو آتش فشاں بنا کر پیش کرتی ہیں جس کے پھٹتے ہی کائنات بکھر جائے گی، موجودہ تہذیب و تمدن تار تار ہو جائے گا اور انسانیت دم توڑ دے گی، دانایان فرنگ اور عالم اسلام میں ان کے شاگردان رشید کی تمام نگارشات و تحقیقات میں بیمار ذہنیت، خوف و ہراس اور شک و شبہ کی ذہنیت جاری و ساری نظر آتی ہے۔

پرانے قصوں میں ایک قصہ آتا ہے کہ ایک "جن" کو بوتل میں بند کر کے بوتل سمندر میں ڈال دی گئی، لیکن لوگ ہمیشہ خوف زدہ رہے کہ کہیں یہ "جن" نکل نہ آئے، یہی کیفیت مغرب کی ہے اس نے اپنے زعم میں اسلام کو اپنے سامراجی عہد میں ایک بوتل میں بند کر دیا ہے لیکن اسے ہر وقت یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں یہ "جن" تھوڑی سی حرکت سے پھر بوتل سے نکل کر، مغرب کے تعمیر کردہ تمدنی محل زمین بوس نہ کر دے، روس میں کمیونزم نے نکما کر دیا اور اب فقر و فاقہ سے دم توڑ رہا ہے، اسے سوشلزم اور کمیونزم کی واپسی کا ذرا بھی اندیشہ نہیں ہے، اگر خطرہ ہے تو اسلام سے، کہ کہیں اسلامی طاقتیں اور سلطنتیں باہم متحد ہو کر کوئی اسلامی خلافت نہ قائم کر لیں، اسے اندیشہ ہے کہ ترکی اور اس کے حامی ممالک قریب ہو رہے ہیں، اس کی نیند اڑی جا رہی ہے کہ ایران، ترکی اور پاکستان باہم ایک دوسرے کے دوست بن رہے ہیں، اسی خطرہ کے پیش نظر روس نے اپنے تعمیری منصوبوں، اقتصادی و معاشی پروگراموں، اور ملکی مسائل کو خیرباد کہہ کر، اسلامی بنیاد پرستی سے مقابلہ کرنے کے لیے، امریکہ کے ساتھ تعاون کا وعدہ کر لیا ہے اس وقت اس کی ساری جد و جہد اور ساری توانائی اسلام سے بنجہ آزمائی پر صرف ہو رہی ہے۔

یورپ میں یہ خوف و ہراس دلوں میں اس طرح سما گیا ہے کہ، اسلامی رجحانات اور اس کی بالادستی کو سمجھنے کے لیے کانفرنسیں منعقد کی جا رہی ہیں، ان وسائل کا پتہ لگایا جا رہا ہے، جن سے اسلامی رجحان کو روکا جا سکے، اور اسلام کے خلاف ذہن سازی کے لیے ہر طرح کے ذرائع سے کام لیا جا رہا ہے۔

یہ سارے حربے خطر اسلام سے دنیا کو ہراساں کرنے کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں، اس میں دنیا کے بڑے بڑے اخبارات اور اہم میگزین بھی شریک ہیں، ان میں نیویارک ٹائمس (NEW YARK TIMES) سنڈے میگزین (SANDAY MAGAZIN) ٹیلی گراف (TELEGRAPH) اور لوموند وغیرہ سرفہرست ہیں، اسلامی خطرہ سے متعلق مغرب کے چوٹی کے رہنما اور لیڈران بھی بیانات دیتے رہتے ہیں، وہ کھلے لفظوں میں اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہیں، اور اسلامی ممالک میں اپنے ایجنٹوں کو، اسلامی تحریکوں کے کچل دینے پر آمادہ کرتے ہیں۔

ابھی حال ہی میں ایک یورپین اخبار نے ایک کارٹون شائع کیا ہے جسمیں مسجد کا ایک منارہ دکھایا گیا ہے، اس پر ایک لٹکتی ہوئی تلوار ہے

باقی صفحہ پر

عباسی خلیفہ مکتفی باللہ کا ایک عدل پرور واقعہ

پروفیسر محمد اجتباء ندوی صدر شعبۂ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی

عباسی خلیفہ مکتفی باللہ کا دورِ حکومت ہے۔ خلافت کا جاہ و جلال، عظمت، و وقار ظاہری شکل و صورت میں برقرار ہے۔ بغداد سے دور دراز علاقوں میں اسکا رعب و دبدبہ قائم ہے۔ لیکن بغداد کے ارباب حکومت اور اہل کاروں میں غفلت اور لاپرواہی پائی جاتی ہے۔ انکی اسی تساہلی اور فرض شناسی کی بنا پر بغداد کے عوام گوناگوں پریشانیوں کے شکار ہیں، نوبت یہاں تک پہونچی ہے کہ لوگوں کی جان و مال کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے اور مسلسل چوری اور ڈاکہ زنی کے واقعات رونما ہونے لگے ہیں، مقامی حکام اور پولیس کے ذمہ داروں کو اطلاع دی جاتی ہے شکایت پہونچائی جاتی ہے مگر بے سود، عاجز آکر شہر کے اعیان، مساجد کے ائمہ، بازار کے بڑے تجار نے باہم مشورہ کرکے خلیفہ مکتفی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان حالات سے باخبر کرنے کا ارادہ کیا تاجروں کے سربراہ ضیاء الدین اصفہانی نے ایک بڑے وفد کے ہمراہ امیر المومنین مکتفی باللہ کے دربان سے خلیفہ کی خدمت میں باریابی کی اجازت چاہی، خلیفہ عباسی نے اجازت دیدی، تو سربراہ وفد نے سلام اور شاہی احترام بجالانے کے بعد ان الفاظ میں مدعا پیش کیا:

امیر المومنین کی رعایا اس کے انصاف کی طلبگار اور اس کے سایۂ امن و امان میں پناہ چاہتی ہے۔ کیونکہ وہ اچانک حملوں کی بنا پر اپنے مال و جان کے خطرہ سے دوچار ہے، اور اسی سرمایہ کے آخرے چوروں اور بدبختوں کی دست درازیوں اور چیرہ دستیوں میں اضافہ ہوگیا ہے انہوں نے دکانیں اور تجارتی اسٹور کھول کر سارا سامان لوٹ لیا ہے، اور رہائشی مکانات پر بھی ڈاکے ڈالے ہیں یہاں تک کہ راہگیر بھی ان کے ظلم و ستم سے محفوظ نہیں ہیں۔

جہاں پناہ! آپ ہی ہمارے حفظ و امان کا انتظام کر سکتے ہیں آپ ہی ہماری جان و مال کے نگہبان ہیں، ہم آپ سے خدا کا واسطہ دیکر گذارش کرتے ہیں کہ ہماری اس عرضداشت پر غور فرمائیں سلامتی ہو اس ذات پر جو خیر خواہی کی بات سنے اور اس پر عمل پیرا ہو۔" ہمراہیوں نے پیچھے سے [illegible] کہا گویا ان سب نے اپنے سربراہ کی پُرزور تائید کی ہے۔

امیر المومنین مکتفی باللہ یہ المناک بیان سن کر چیخ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میرے دار الحکومت میں حالات اس حد تک بدتر ہو چکے ہیں، میں اس وقت تک آرام کی نیند نہیں سو سکتا ہوں جب تک کہ ظالم راہزن کو سزا نہیں دی جاتی اور میری رعایا اطمینان و عافیت سے اپنے گھروں میں اور کاروبار میں آزادی حاصل نہیں کر لیتی۔

اس نے آواز دی کہ کوتوالِ شہر کو حاضر کیا جائے کوتوال سر جھکائے ہوئے ہانپتا کانپتا سامنے آکھڑا ہوا، امیر المومنین نے اس کی غفلت اور لاپرواہی پر اسے ملامت کی، اس کے بعد سربراہ وفد ضیاء الدین اصفہانی نے کہا کہ جانی و مالی نقصانات کی فہرست تیار کرکے پیش کردیں اور وفد کو اطمینان دلایا کہ وہ خود اپنی نگرانی میں انکی تحقیق کرکے مجرموں کو قرار واقعی سزا دیں گے۔

سربراہ وفد نے امیر المومنین کی خدمت میں جب فہرست پیش کردی تو اس نے کوتوال شہر اور پولیس کے افسروں کی ہنگامی میٹنگ بلائی اور ان کو سات روز کا موقع دیکر حکم دیا کہ مجرموں کو گرفتار کرکے حاضر کریں ورنہ ان کی تمام املاک و جائداد ضبط کرکے اسے نقصان پہونچائے جانے والوں کو معاوضہ ادا کیا جائیگا۔

امیر المومنین مکتفی باللہ اپنا یہ حکم سنانے کے بعد ایوان شاہی کے اپنے اس مخصوص گوشہ کی جانب روانہ ہوگئے، کوتوال اور پولیس کے افسران خوف سے کانپتے ہوئے وہاں سے ہوئے اور اسی وقت سے دار الحکومت بغداد کے گلی کوچوں اور دور دراز گوشوں میں اپنے آدمیوں کا جال بچھادیا۔ کوتوال نے بذاتِ خود دن رات میں گشت لگا کر بھیس بدل کر مجرموں اور ڈاکوؤں کی تلاش شروع کی، ایک روز بھیس بدلکر مختلف گلی کوچوں سے گذرتے ہوئے شہر بغداد کے کنارے ایک ایسی گلی میں داخل ہوئے، یہ گلی آگے چل کر بند ہوگئی تھی، دوسری جانب کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ گلی میں جو مکانات بھی تھے وہ انتہائی پرانے، بوسیدہ، اور ٹوٹے پھوٹے اور کھنڈر تھے، گندے اور بے قلعی تھے گلی بھی تنگ تاریک اور کوڑا کرکٹ سے پُر تھی، اندازہ ہوتا تھا کہ یا تو ان گھروں میں کوئی رہتا نہیں ہے اور اگر یہ آباد ہیں تو بے حد غریب اور خستہ حال لوگوں کا مسکن ہے، کوتوال گلی کے اندر داخل ہوگیا اس نے کوڑا کرکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو اس کی نظر مچھلی کے کانٹوں پر پڑی جو تازے تھے اور وہ ایسی مچھلی کے کانٹے ہو سکتے تھے جو بے حد گراں اور قیمتی فروخت ہوتی ہے اس سے اسکی حیرت اور تجسس میں اضافہ ہوا کیونکہ اس گلی میں جو غریبوں کا مسکن ہو سکتی ہے اتنی قیمتی مچھلیوں کے کانٹے اور پس خوردے کیسے پائے جاتے ہیں۔ اچانک ایک ٹوٹے ہوئے مکان سے ایک شخص نمودار ہوا کوتوال نے اسے روک کر دریافت کیا کہ اس جیسے کانٹے کی مچھلی کی کیا قیمت ہو سکتی ہے؛ اس نے جواب دیا اس کی قیمت کم از کم ایک دینار ہو سکتی ہے کوتوال نے کہا کہ غریبوں کی بستی میں اتنی قیمتی مچھلی پائی جانا مطلب یہ ہے کہ یہاں کوئی اور راز ہے۔ آدمی نے جواب دیا کہ اس میں کوئی بھید نہیں لگتا اور مزید کوئی بات کہے بغیر وہ روانہ ہوگیا کوتوال ایک گھر کی جانب مڑا اور دستک دی۔ ایک بوڑھی بدحال سی عورت نکلی، اسے غور سے دیکھا کوتوال نے پینے کا پانی مانگا تو پانی لے آئی، وہ ہلکے ہلکے پانی پینے لگا اور بوڑھی عورت سے گلی مکانات اور مسجد محلہ کے رہنے والوں کے بارے میں مختلف سوالات کرنے لگا۔ کون لوگ رہتے ہیں، کیا کام کرتے ہیں اور باہم ملنا جلنا ہے یا نہیں ہے۔ خاص طور سے اس گھر میں کون لوگ رہتے ہیں جن کے دروازہ کے سامنے مچھلی کا پس خوردہ اور کانٹا پڑا ہے تو اس عورت نے بتایا کہ اس میں دس گورے چٹے آدمی رہتے ہیں لگتا ہے کہ تاجر ہیں۔ ایک ماہ سے اس گھر میں رہ رہے ہیں۔ صرف دن میں رہتے ہیں۔ کھاتے پیتے اور شطرنج وغیرہ کھیلتے ہیں اور رات میں وہ اپنے کسی اور گھر میں چلے جاتے ہیں انکا ایک ملازم ہے انکی خدمت کرتا ہے۔ اور گھر کی نگہبانی کرتا ہے۔ رات میں پچھلے پہر وہ واپس آتے ہیں جب ہم سو رہے ہوتے ہیں۔ کوتوال نے جب یہ گفتگو سنی تو اسے کوئی شبہ نہیں رہ گیا کہ یہ انہیں چوروں اور ڈاکوؤں کا مسکن ہے جو دار الحکومت بغداد میں مصیبت ڈھائے ہوئے ہیں اس نے فوراً ہی اپنے آدمیوں کو اشارہ دیا اور اس گلی اور تمام گھروں کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد کوتوال نے اس مکان پر دستک دی، وہی ملازم نکلا، کوتوال انتہائی پھرتی کیساتھ مکان کے اندر داخل ہوگیا اور دوسرے پولیس افسروں نے بھی اسکا ساتھ دیا۔ ان دسوں چوروں نے اچانک اپنے کو پولیس کی حراست میں پایا۔ فرار اور حیلہ بہانہ کے تمام راستے مسدود ہو چکے تھے۔ انھوں نے اپنے کو پولیس کے حوالے کردیا اور اقرار کرلیا کہ شہر اور بازار کی تمام وارداتوں کے وہی ذمہ دار ہیں۔ اور لوٹے ہوئے باقی ماندہ سامان کی نشاندہی کی وہ سامان حاصل کرکے اور ان مجرموں کو گرفتار کرکے کوتوال اور پولیس افسر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی تگ و دو اور تلاش و جستجو کے تمام واقعات سنائے۔ امیر المومنین مکتفی باللہ نے ان مجرموں کے شرعی حکم کے مطابق ہاتھ پیر کٹوا کر دار الحکومت سے جلا وطنی کا حکم صادر کیا۔ اہل بغداد نے اطمینان کا سانس لیا اور از سر نو دار الحکومت امن و امان اور اطمینان کا گہوارہ بن گیا۔

بقیہ: اسلام میں مساجد کی اہمیت

ترجمہ: وہ کعبہ کی ادب والی مسجد سے انھوں نے لوگوں کو روکا اور یہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں ہو سکتے اس مسجد کے متولی تو پرہیزگار لوگ ہی ہو سکتے ہیں مگر لیکن ان کے بہت سے لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

مسجد کے متولی

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجد کے متولی نیک اور پرہیزگار ہی ہو سکتے ہیں اچھے مشرک چور، بدمعاش، جھگڑالو، کم ظرف اور جعل ساز لوگوں کو مسجد کا متولی ہرگز نہیں بنانا چاہئے۔ اس حکم ربانی سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرنے کے لئے کوئی شخص مسجد میں آتا ہو اسکو منع کرنا ہمارے لئے جائز نہیں۔ مسجد میں نماز پڑھنے اور ذکر الٰہی سے روکنا اہل ایمان کا طریقہ نہیں ہے بلکہ کفار و منافق کا شیوہ ہے۔ ذاتی اختلاف یا برادری کی بنا پر کسی شخص کو مسجد میں آنے سے روکیں تو بڑے گناہ کی بات ہے۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۲۴۔ النور آیت ۳۶

ترجمہ: وہ اس نور کی کرنیں ان گھروں میں پڑتی ہیں جن کے بارے اللہ نے حکم دیا ہے کہ انھیں اونچا اٹھایا جائے اور ان کی عظمت اور ادب قائم رکھا جائے جہاں صبح و شام اللہ کا نام یاد کیا جاتا ہو اور اسکی پاکی بیان کی جاتی ہو۔

اس آیت میں کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ مسجد کو اونچا اٹھایا جائے دوسری یہ کہ اسکی عظمت ادب کا خوب خیال رکھے، باقی ص ۹ پر

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں رابطۂ ادب اسلامی کی آٹھویں

دو روزہ کانفرنس

شمس الحق ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں خطوط اور مراسلات کی اہمیت" کے عنوان پر دو روزہ کانفرنس کی افتتاحی نشست ۱۷ نومبر کو کتب خانہ شبلی کے وسیع ہال میں منعقد ہوئی جس کی مختصر رپورٹ ہدیۂ ناظرین ہے۔

کانفرنس کا افتتاح دارالعلوم کے ایک طالب علم مدثر الحق کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد طالب علم محمد جنید نے علامہ اقبال کی مشہور نظم ؎

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

پڑھی۔ ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جس میں شہر کے لوگوں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی، ادب اسلامی کے نام پر ہونے والا یہ سیمینار اگرچہ علمی تھا لیکن اس پورے سیمینار پر ایک روحانی کیف طاری رہا جو اس کے بانی و صدر کے سوز دل اور خلوص کی غمازی کر رہا تھا، اس اجلاس کی ہر نشست مؤذن کی اذان پر ختم ہوتی تھی اور وہی مجمع جو ابھی چند منٹ پہلے جلسہ اور کانفرنس کی شکل میں ہوتا ندوۃ العلماء کی وسیع مسجد میں اپنے رب کے حضور قیام و سجود میں نظر آتا تھا اور گویا بزبانِ حال یہ اعلان کرتا تھا کہ وہ ادب و زبان جو بندہ کو اپنے معبود کے سامنے جھکنے اور اس کے حکموں پر چلنے کا شوق و جذبہ نہ پیدا کرے وہ صرف الفاظ کا کھیل ہے انسان کی کردار سازی میں اس کا کوئی رول نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات یہ ادب انحراف و بے عملی کی طرف لے جاتا ہے۔

۱۷ نومبر کو عالم اسلام کے ممتاز دانشوروں اور ادیبوں کی موجودگی میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے اس پیغام کے ساتھ عالمی رابطہ ادب اسلامی ہند کا یہ آٹھواں دو روزہ بین اقوامی علمی مذاکرہ...... شروع ہوگیا کہ تحریروں کی جان خلوص، بے ساختگی اللہ کے یہاں قبولیت کا خیال اور ضمیر کے صحیح تاثر کی پیش کش ہوتی ہے۔ اور ایسی تحریریں خطوط خواطر اور مراسلات میں تلاش کرنا چاہیے جو ان خوبیوں کے حامل ہیں لیکن نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ہال میں منعقد ہونے والے آٹھویں علمی مذاکرہ کا موضوع "خطوط اور تاثراتی خاکے" تھا۔ جس میں شرکت کرنیوالی عرب ممالک کی شخصیتوں میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض کے استاذ سوشیالوجی ڈاکٹر عبدالحلیم عویس، جمعیۃ امام ابوحنیفہ النعمان (بغداد عراق) کے رئیس شیخ محمد المحروس، مدیر مرکز ثقافی ناجارڈن یونیورسٹی عمان ڈاکٹر امین القضاۃ، ابوظہبی کے ممتاز صحافی اور منار الاسلام کے ایڈیٹر شیخ عبد الفتاح سعید، ملیشیا کے ندوی فاضل مسٹر احمد فہمی زمزم شامل ہیں اس کے علاوہ ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور دوسرے علمی اداروں کے استاد اور کشمیر کے میر واعظ مولوی محمد عمر فاروق شامل ہیں۔

رابطہ ادب اسلامی جو ایک تحریک کی شکل میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے عالم وجود میں آیا، صالح اسلامی ادب پیدا کرنے میں کلیدی رول ادا کر رہا ہے اور جیسا کہ آج مولانا علی میاں نے جو علمی مذاکرات کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کر رہے تھے کہا کہ "رابطہ ادب اسلامی کا کام صرف تاریخوں کا جائزہ لینا ہی نہیں ہے بلکہ ان تمام علمی گوشوں کو تلاش کرنا ہے جہاں ادب اسلامی ملتا ہے مولانا علی میاں نے کہا کہ جو علمی مواد نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے اسے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا علی میاں نے کہا کہ خطوط کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو آج ٹیلی فون پر بات کرنے کی ہوتی ہے پہلے بے ساختہ جذبات کی ترسیل خطوط کے ذریعہ ہوا کرتی تھی کیونکہ خط لکھتے وقت راقم تنہا ہوتا ہے اور اپنے مخاطب سے کھل کر بات کرتا ہے اور اپنے جذبات کو بے تکلفی سے بیان کرتا ہے جس طرح آج کے دور میں ٹیلی فون پر یہ سمجھ کر بات کی جاتی ہے کہ رسیور کا ایک سرا مخاطب کے پاس ہے دوسرا خطاب کرنے والے کے پاس اور درمیان میں کوئی نہیں۔

غالب اور مولانا آزاد

اس سلسلے میں انھوں نے غالب کے خطوط اور مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط پر مشتمل غبار خاطر کا حوالہ دیا اور یہ بھی کہا کہ بڑے بڑے لوگ اپنے خطوط میں اپنی بالکل اصل شکل میں ہوتے ہیں۔ مولانا نے امام ابن تیمیہ کی مثال پیش کی جو مقالات اور فتاویٰ میں بڑی بلندی پر نظر آتے ہیں لیکن وہ اپنی ماں کو خط لکھتے وقت دوسرے ہی انداز میں ہوتے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ ایک ماں کا بیٹے کے نام ایک بیٹے کا ماں کے نام استاد اور شاگرد کے خط اور اسی طرح خاندانی بزرگوں اور محسنوں کے خط بڑی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ خط نویسی میں اندرونی جذبات جھلکتے ہیں خطوط ہوں یا خواطر ہوں ان سب میں بڑی بات یہ ہے کہ بے ساختگی ہوتی ہے۔ مولانا نے کہا کہ خاندانی ذخیروں میں ایسے بہت سے خط گم ہو گئے۔ کسی نے ان کی اہمیت نہیں سمجھی بہت سے جلا دیئے گئے یا بہا دیئے گئے۔ لیکن ان کو تلاش کیا جائے تو اب بھی بہت کچھ مل سکتا ہے۔ اگرچہ یہ بڑی جانفشانی اور عالی ہمتی کا کام ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ باتیں روزنامچوں میں بھی ملتی ہیں۔ انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں اس سلسلے میں کام کا ذکر کیا۔ مولانا نے بتایا کہ کم ہی زبانوں میں خطوط کا اتنا بڑا ذخیرہ ملے گا جتنا عربی میں اس سلسلے میں انھوں نے بعض کتابوں کا ذکر کیا جو خطوط پر مشتمل ہیں۔

تناور درخت

ڈاکٹر عبدالحلیم اویس نے جو ریاض کی مشہور یونیورسٹی جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں [illegible]

رابطہ ادب اسلامی کے صدر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا پیغام

مندوبین کے نام

حمد و ثنا کے بعد مولانا نے فرمایا:

ہر ملک اور ہر علاقے کے اسلامی ادیب و شاعر جدید دور کے چیلنج کا سامنا کریں اور دین میں کوئی کتر بیونت گوارہ کیے بغیر ادبی و علمی محاذ پر اسلام کی تفہیم و تشریح اور اس کی ترویج و اشاعت کے ساتھ اسلام اور اسلامی اقدار کی مدافعت اور محافظت کی للہ و فی اللہ جدوجہد کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صرف اس ایک جملے نے حالات کا رخ تبدیل کرکے تاریخ کا دھارا موڑ دیا کہ "میرے جیتے جی اس دین میں کتر بیونت ممکن نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کی بابت کہا تھا کہ اگر یہ زکوٰۃ میں اونٹ کی رسی دینے سے انکار کریں گے تو خدا کی قسم میں ان سے جنگ کروں گا۔ مولانا نے کہا کہ ہمیں اسی جذبے اور اسی کی پیروی کرنی ہوگی۔

آپ یہاں سے یہ پیغام لے کر جائیے کہ ہمیں ہر قیمت پر اپنے دین کو ہر طرح کی کتر بیونت کی کوششوں سے محفوظ رکھتے ہوئے اس کی تمام خصوصیات کے ساتھ باقی رکھنا ہے اور ہم اپنے دین اور اپنی تہذیب و زبان کو ہر قیمت پر محفوظ اور برقرار رکھیں گے۔

ہندوستان اور عالم اسلام میں درپیش سنگین چیلنجوں، یہودیوں کی غیر معمولی ذہانت اور امریکی اور یورپی اقوام کے وسائل کی کثرت نے مل جل کر ملت کے سامنے ایک زبردست چیلنج پیش کیا ہے اور آج مسلمانوں سے جارحانہ نعروں کے ذریعہ اپنا دین بدلنے کے لیے کہا جا رہا ہے اردو اور اس کے رسم خط کو مٹانے کی سازش کی جا رہی ہے نوجوانوں میں الحاد اور تشکیک کے بیج بوئے جا رہے ہیں اور علماء کے خلاف محض اس لیے مہم چلائی جا رہی ہے کہ وہ فنڈامنٹلسٹ یا اصول پسند ہیں۔ یہ خطرہ صرف اردو ہی کیلیے نہیں ہے کل یہی خطرہ عربی کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔

نوجی (سماجیات) کے استاد ہیں اور اس یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر عبداللہ الترکی کے جو ساری دنیا میں مشہور ہیں نمائندے کی حیثیت سے آئے تھے اور خود رابطہ ادب اسلامی کی عالم عرب کی شاخ کے نمائندہ ہیں عربی تقریر میں جس کا ترجمہ ندوہ کے استاد مولانا نذر الحفیظ نے پیش کیا امید ظاہر کی کہ ادب اسلامی کی یہ تنظیم جو ایک چھوٹا سا پودہ ہے ایک تناور درخت بنے گا انھوں نے کہا کہ اس پودے کو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی جیسے عظیم المرتبت عالم نے لگایا ہے یقیناً یہ بارآور ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر ادیس نے قاہرہ کی شمس یونیورسٹی اور انجمن شبان المسلمین میں ادبی سیمناروں کا ذکر کیا اور کہا کہ ان میں نہ صرف مسلمان نوجوان شریک ہوتے ہیں بلکہ وہ مسلمان نوجوان جو جیسا لی ادبی انجمنوں میں جانے لگے تھے وہ اب اسلامی ادب کی انجمنوں اور سیمناروں میں شریک ہونے لگے ہیں۔

پہلا انسائیکلوپیڈیا

ورلڈ اسمبلی مسلم یوتھ (وامی) کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر مانع الجہنی نے جو ریاض یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد بھی ہیں اپنی عربی تقریر میں جس کا اردو خلاصہ الہ آباد یونیورسٹی میں شعبۂ عربی کے صدر اور پروفیسر ڈاکٹر اجتبا ندوی نے پیش کیا، نے ایک ایسے تابناک مستقبل کی توقع ظاہر کی جس میں ادب اسلامی کی رہنمائی میں دنیا بڑھے گی انھوں نے کہا کہ کمیونزم اور سرمایہ داری وغیرہ سب ناکام ہو چکے ہیں اسلامی ادب ایمان اور اسلام کے صالح جذبات بیدار کرنے میں موثر ثابت ہوا ہے انھوں نے یہ انکشاف بھی کیا کہ اسلامی ادب سے متعلق اپنی نوعیت کا پہلا انسائیکلو پیڈیا منظر عام پر آنے والا ہے آج کل اس پر کام ہو رہا ہے انھوں نے مولانا علی میاں کی ادب اسلامی کے فروغ میں خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے رابطہ ادب اسلامی کی شکل میں جو مشعل روشن کی ہے اس سے وہ بگاڑ اور فساد ختم ہوگا جو ادب میں آگیا ہے۔

شعور بیدار ہوا

جامعہ اسلامیہ دہلی کے پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی نے رابطہ ادب اسلامی کی پیش رفت پر اطمینان ظاہر کرتے ہوئے جس کے نتیجے میں نوجوان لکھنے والوں کا شعور بیدار ہوا اور ان کو سمت ملی اسلامی ادب کے ذریعہ اسلامی اقدار کی ترجمانی کرنے پر زور دیا انھوں نے یہ بتاتے ہوئے کہ منفی نظریے کے ادیبوں نے جو تباہی مچائی ہے اور انسانیت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہا کہ اب ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنی تحریروں اور نگارشات کے ذریعہ ذہن کو صاف کریں اور انھوں نے انسانی نفسیات کا مطالعہ کرنے پر زور دیا۔

سیمنار کے افتتاحی جلسہ کے بعد مغرب بعد دوسری نشست عربی مقالات کی تھی اس وقت ہال گویا ایک عرب ملک میں تبدیل ہو گیا تھا۔

شعری نشست: — عشاء سے قبل یہ نشست ختم ہوگئی تو نماز و کھانے سے فراغت کے بعد ماحول و فضا دلکش دیکھ کر ایک شعری نشست بھی رکھی گئی جو شباب اسلام کے صدر مولانا سلمان صاحب کی نظامت اور ڈاکٹر عبدالحلیم ادیس کی صدارت میں شروع ہوئی جو بڑی دلچسپ و نشاط انگیز تھی شاید ندوہ کی تاریخ میں یہ انوکھی شعری نشست ہو کہ جس میں اردو، عربی ملیشین اور بنگالی زبان میں بیک وقت اشعار پڑھے گئے ہوں یہ تفریحی نشست سوا گیارہ بجے رات کو ختم ہوئی۔

سیمنار میں ہندی انگریزی اور دوسری زبانوں کے اخبارات پر نظر رکھنے اور ان میں اسلام یا مسلمانوں کی بابت شائع ہونے والے غلط اور بے بنیاد الزامات پر مشتمل مقالات، مراسلات اور خبروں کی تردید یا مناسب توضیح و تشریح نصح و خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ سنجیدہ متوازن اور تعمیری انداز میں کیے جانے کی تلقین کی گئی۔

سیمنار میں مجموعی طور پر بیس مقالے پانچ عربی اور بقیہ اردو میں پیش کیے گئے عربی مقالے مولانا علی میاں کے علاوہ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مولانا سید سلمان حسینی ندوی، ڈاکٹر محسن عثمانی اور پروفیسر سید محمد اجتبا ندوی نے پیش کیے۔ اردو مقالات پروفیسر عبدالوہاب پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی، ڈاکٹر بدرالدین حافظ، ڈاکٹر منشاء الرحمن منشاء، ڈاکٹر سید احتشام ندوی مولانا عبدالکریم پاریکھ، مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری ڈاکٹر محمد راشد ندوی، پروفیسر شعیب اعظمی، مولانا حسن عسکری طارق، ڈاکٹر مسعود بجلی نشیط، مولانا عبدالرشید ندوی، انیس چشتی، ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی، سید قدرت اللہ باقوی اور ڈاکٹر عبدالباری شبنم سبحانی نے پیش کیے۔

بقیہ: صـ۱۵ کا

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔ الانفال

اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر ہیبت بیٹھی رہے گی۔

جب تک مسلمان اپنے دشمنوں سے خائف رہیں گے اور اسلام دشمن طاقتوں کا ان پر خوف طاری ہوگا ہم کس طرح لوگوں سے لڑ سکیں گے کہ وہ کلمہ شہادت پڑھ لیں۔

لہ غلام قادیانی ۱۸۳۹ء میں ہندوستان میں پنجاب کے ایک شہر قادیان میں ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوا جو انگریزوں کا آلۂ کار اور ان کے بہت سے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کا حکم کرتا تھا، اس نے پہلے تو اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر ۱۸۹۱ء میں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا بعد میں ۱۹۰۱ء میں غلام احمد قادیانی نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا اور خاتم کی تشریح مہر سے کیا کہ جب تک مہر نہ ہو نبوت پر مہر کیسے لگ سکتی ہے۔

ےہ صحیح مسلم

ےہ تنظیم الاسلام ابوزہرہ۔

ےہ النساء۔ ۱۱۶

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

نعت شریف

چمن میں لائی صبا کس دیار کی خوشبو
کہ پھیکی پڑ گئی ہر لالہ زار کی خوشبو
مدینے چلئے وہیں صرف مل سکے گی ہمیں
وفا، خلوص، یقیں، اعتبار کی خوشبو
لطیف کتنی ہے یہ اہل عشق سے پوچھو
نبیؐ کے روضے کے زریں غبار کی خوشبو
نبیؐ اکرم و صادق ہی کے توصدقے میں
ملی ہے رحمت پروردگار کی خوشبو
مشام جاں کو میسر ہو کاش میرے بھی
نبیؐ کی زلف ولب مشکبار کی خوشبو
وہ جس کے فیض سے ایماں کا دل معطر ہے
بتاؤ کیسی ہے اس کے مزار کی خوشبو
کہاں نہیں ہے بتائیں ذرا یہ اہل جنوں
نبیِ محترم و ذی وقار کی خوشبو
صبا مدینے سے لے آ تجھے خدا کی قسم
کسی طرح اسی جان بہار کی خوشبو
طفیلؔ ہم نے تو محسوس کی بہر عالم
نبیؐ کے جود و کرم اور پیار کی خوشبو

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-6341635 Telex: 011-79341 BARI IN

مسلم دنیا کیلئے بنیاد پرستی کی اصطلاح کا استعمال غلط

امریکی دانشور جان اسپوزیٹو کا مغربی ملکوں کو مشورہ

مغربی ذرائع ابلاغ توڑ مروڑ سے کام لیتے ہیں

واشنگٹن ۲ر نومبر، مسلم دنیا بہت وسیع ہے اور اس میں کافی تنوع بھی ہے جس کے پیش نظر مغرب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلم دنیا کے بارے میں عمومی پیمانے کا رویہ قائم کرنے اور جامد تصورات اور پیشگی مفروضوں سے کام لینے سے گریز کرے،

ذرائع ابلاغ کا رویہ

اسلام کی بابت مغرب کو یہ مشورہ ایک معروف امریکی اسکالر جان اسپوزیٹو نے "اسلامی خطرہ: افسانہ یا حقیقت" کے موضوع پر ایک لکچر میں دیا ہے جس میں انھوں نے اسلام کے تعلق سے مختلف غلط تصورات کی نشاندہی کرتے ہوئے سامعین سے کہا ہے کہ ذرائع ابلاغ میں مسلم دنیا کے بارے میں اکثر توڑ مروڑ سے کام لیا جاتا ہے جس سے انھیں ہوشیار رہنا چاہئے۔

ذرائع ابلاغ

اس لکچر کا اہتمام اسمتھ یونین انسٹی ٹیوشن کے ریزیڈنٹ ایسوسی ایٹ پروگرام کے تحت کیا گیا تھا۔ مسٹر اسپوزیٹو ہولی کراس کالج میں مشرق وسطی سے متعلق علوم کے پروفیسر ہیں اور اسلام کے موضوع پر متعدد کتابیں اور مقالات لکھ چکے ہیں، ان کا کہنا تھا کہ مغرب میں اسلام کے بارے میں بہت سے لوگوں کی معلومات ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کچھ خاص واقعات کی بنیاد پر ایک خاص زاویہ سے پیش کی گئی تصویروں تک محدود ہے، چونکہ اکثر و بیشتر یہ ذرائع ابلاغ "دھماکہ خیز" واقعات پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں لہذا مسلم دنیا کو اکثر تنازعہ اور ٹکراؤ کے حوالے سے ہی دیکھا جاتا ہے۔

بنیاد پرستی

مسٹر اسپوزیٹو نے کہا کہ "اسلامی بنیاد پرستی" کی اصطلاح ذرائع ابلاغ میں اور علمی حلقوں کے ذریعہ بھی بہ کثرت استعمال کی جا رہی ہے، لیکن اس کے نتیجہ میں پوری مسلم دنیا کے بارے میں ایک کلیہ بن جانے کا اندیشہ ہے حالانکہ بنیاد پرستی کی اصطلاح ایسی ہے کہ کبھی بہت بامعنی ہوتی ہے تو کبھی بالکل بے معنی مسلمانوں کے لئے اس اصطلاح کا استعمال اس لحاظ سے غلط اور گمراہ کن بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اصطلاح سب سے پہلے بیسویں صدی کے پروٹسٹنٹ ازم کی تحریک کے دوران وضع کی گئی تھی جسے بعینہ مسلم دنیا پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں اگر بنیاد پرستی کو عمومی مفہوم میں لیا جائے تو اسلام پر یقین و ایمان رکھنے والے تمام مسلمان بنیاد پرست ہیں، کیونکہ وہ بہر حال اسلام کے بنیادی اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔

اس ضمن میں مسلم حکومتوں کا ذکر کرتے ہوئے امریکی اسکالر نے کہا کہ بظاہر لیبیا، سعودی عرب، ایران، اور پاکستان میں سے سبھی ملکوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہیں لیکن ان کے درمیان غیر معمولی فرق ہے۔ ان حکومتوں کو محض اسلامی حکومت کہہ دینے سے ان کی نوعیت، ان کے اسلامی کردار اور مغرب کے ساتھ ان کے تعلق کی وضاحت نہیں ہوتی۔

تنوع کا شعور

مسلم دنیا کوئی یک سنگی ستون نہیں ہے جہاں کوئی تنوع نہ ہو بلکہ یہاں بھی مختلف آوازیں، مختلف افکار اور مختلف زاویہ ہائے نگاہ ہیں جنھیں سننا اور سمجھنا ضروری ہے، اور مسلم دنیا اور ترقی پذیر دنیا کے بارے میں ہمارے انداز فکر کے لئے اس تنوع کا شعور بہت اہم ہے۔ اس شعور کی اہمیت خاص طور پر اس لحاظ سے بھی ہے کہ مغربی ملکوں میں مقیم مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے جبکہ دوسری مشرق وسطی میں بڑھتے ہوئے جمہوری ماحول میں اسلامی تنظیمیں بتدریج سیاسی قوت حاصل کر رہی ہیں۔ اسلام امریکہ اور برطانیہ میں تیسرا اور فرانس میں دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے۔

اس ضمن میں مسٹر اسپوزیٹو نے شمالی افریقہ سے یورپ کی طرف نقل وطن کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ اور فرانس کے اسکولوں میں مسلم طالبات کے ذریعہ سر ڈھانکنے پر اصرار جیسے مسائل سے پیدا ہونے والے تنازعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کی یہ بڑھتی ہوئی تعداد یورپ اور امریکہ میں ہماری آزاد روحی لبرلزم کے لئے ایک چیلنج بن رہی ہے۔

جمہوریت اور اسلامی تنظیمیں

سیاسی سطح پر مسٹر اسپوزیٹو نے مغرب کو یہ مشورہ بھی دیا کہ اسے پوری دنیا میں جمہوری نظام کی زیادہ سے زیادہ ترویج کی اپنی خواہش کے ساتھ ساتھ اس امکان کو بھی بہر حال مد نظر رکھنا اور اسے تسلیم کرنا چاہئے کہ اسی جمہوری عمل کے ذریعہ اسلامی تنظیمیں بھی برسر اقتدار آسکتی ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ اردن، تیونس، الجزائر اور مصر میں خلیجی جنگ سے پہلے جو انتخابات ہوئے ان میں اسلامی امیدواروں نے ہماری توقعات سے کہیں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اسی طرح خلیجی جنگ کے بعد مسلم دنیا میں جمہوریت کی ترویج کے لئے جاری ہماری کوششوں کے دوران کویت کا الکشن ہوا اور اس میں حزب اختلاف اور اسلامی حلقوں کے امیدواروں نے اچھی کامیابی حاصل کی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مغرب کے بیشتر مبصرین آخر اسلامی اپوزیشن گروہوں کی طاقت اور عوام میں ان کے دائرہ اثر کے بارے میں اندازہ کی کوتاہی سے کیوں کام لیتے ہیں۔ مسٹر اسپوزیٹو کا کہنا تھا کہ اسلامی گروہوں کی سیاسی اپیل کو کمتر مقبولیت کا حامل سمجھنے کا ہی نتیجہ اور رجحان ہے کہ جب اسلامی امیدواروں اور تنظیموں کو انتخابی کامیابی ملتی ہے تو اس پر مبالغہ آمیز رد عمل ظاہر کیا جاتا ہے

اسلام اور جمہوریت

رہی یہ بات کہ اسلام کی جمہوریت کے ساتھ کہاں تک مطابقت ہو سکتی ہے۔ مسٹر اسپوزیٹو نے اس سوال کو تاریخی سیاق میں رکھتے ہوئے کہا کہ مغرب میں قومی ریاستوں کا ارتقاء صدیوں کی اتھل پتھل کے دوران ہوا جس میں انقلابات خانہ جنگیاں اور عقلی و مذہبی معرکے بھی شامل تھے، اسی طرح سیاسی قلب ماہیت کا ایک عمل مسلم دنیا میں بھی وقوع پذیر ہوگا لیکن یہ اس کے اپنے تاریخی سیاق میں ہوگا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ عرب دنیا میں کئی صدیوں سے جو سیاسی ماحول رہا ہے وہ یورپی استعمار، مطلق العنان حکومتوں، مصنوعی طور پر تشکیل دی گئی ریاستوں اور مسند شاہی پر نصب کئے جانے یا اقتدار پر زبردستی قبضہ کر لینے والے حکمرانوں پر مشتمل رہا ہے۔ اس عرب دنیا میں جمہوریت کاری کے لئے پیش قدمی دراصل ایک نیا تاریخی مرحلہ ہے اور جیسا کہ مغرب میں ہو چکا ہے، عرب دنیا میں بھی مختلف سیاسی طریقہ ہائے عمل کے تجربات کے نتائج کامیابیوں کی صورت میں بھی سامنے آئیں گے اور ناکامیوں کی صورت میں بھی۔

مسٹر اسپوزیٹو نے جمہوری عمل کے فروغ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تمام عوامی تحریکوں کو بلا تفریق یہ موقع دیا جانا چاہئے کہ وہ تشدد کے بجائے انتخابی راستہ سے اقتدار تک پہونچیں لیکن جب اس راستہ سے اسلامی تنظیموں کو اقتدار حاصل ہو تو انھیں بھی جمہوریت کی ترویج کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وہی حقوق دوسروں کو دینے چاہئیں جن کا مطالبہ وہ خود اپنے لئے کرتی آئی ہیں

بقیہ صـ۶ کا

تیسری یہ کہ مسجد کی اصل زینت اللہ کا ذکر ہے تسبیح ہے اور نماز ہے۔ ےہ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

(۲۲- الحج آیت ۲۵)

ترجمہ: بےشک وہ لوگ کافر ہوگئے جنھوں نے اللہ کے راستے سے لوگوں کو روک دیا اور ادب والی مسجد میں جانے سے بھی روکا جس کے پاس رہنے والے لوگوں کو اور اس مسجد میں باہر سے آنے والے لوگوں کو ہم نے برابر کا درجہ دیا ہے جاننا اس کے بیان کے بعد بھی اس محترم مسجد میں ظلم کی بنیاد پر جو کوئی خلاف دین کام کرے گا ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔ (باقی آئندہ)

خطوط و تاثراتی خاکے ادبی نقطۂ نظر سے

(مولانا) محمد رابع حسنی ندوی

مذاکرۂ علمی منعقدہ ۱۷، ۱۸ر نومبر ۱۹۹۲ء میں سکریٹری رابطۂ ادب اسلامی کی پیش کردہ رپورٹ۔

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا رسول اللہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد!

حضرات!

آج رابطۂ ادب اسلامی کے برصغیر کے حصہ کے سالانہ مذاکرۂ علمی کے سلسلہ کا آٹھواں مذاکرۂ علمی شروع ہو رہا ہے۔ اس سے قبل ہندوستان کے مختلف شہروں میں اہم اداروں کے تعاون سے سات مذاکرۂ علمی منعقد ہوئے جن میں حیدرآباد، اورنگ آباد، بھوپال، رائے بریلی اور لکھنؤ کے شہر داخل ہیں۔ لکھنؤ میں اس سلسلہ کا یہ تیسرا اجتماع ہے، اور وہ "خطوط اور تاثراتی خاکے" کے عنوان سے منعقد ہو رہا ہے۔ اس سے قبل جن موضوعات پر مذاکرے منعقد ہوئے وہ اسلامی تصور کے دائرے میں رہتے ہوئے ادب کے اہم اور ایسے موضوعات تھے جن پر مذاکرۂ علمی منعقد کرنے کا خیال عام اہل ادب کو نہیں ہو سکتا تھا، اس طرح ان میں سبقت ہمارے رابطۂ ادب کو حاصل رہی، اور اسی طرح آج کے اجتماع کے لئے "خطوط و تاثراتی خاکے" کے موضوع کو مذاکرۂ علمی کا موضوع بنانے میں بھی ایک جدت رہی۔

رابطۂ ادب اسلامی جس کو اپنے موجودہ نام سے قائم ہوئے تقریباً سات سال کا عرصہ ہو رہا ہے، الحمد للہ اب وہ ایک جانی پہچانی انجمن بن چکا ہے، یہ انجمن اپنے موجودہ نام سے قبل "مجلس ادبیات اسلامی" کے نام سے اسی ندوۃ العلماء میں قائم ہو چکی تھی۔

ادب کو اسلامی تصور کے ساتھ منسلک کرنے کو بہت سے ذہنوں نے ایک عجیب بات محسوس کیا تھا، ان کو غلط فہمی تھی کہ اس سے ادب کو مذہبی مضامین کے ساتھ وابستہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور گویا زندگی کے عام پہلوؤں سے اس کو محروم کیا جا رہا ہے، لیکن الحمد للہ جلد ہی لوگوں نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ ادب اسلامی کی اصطلاح ادب کو زندگی کی نمائندگی کرنے اور اس کے مختلف پہلوؤں کی ترجمانی کرنے سے روکنے کی کوشش نہیں ہے، البتہ زندگی کے جو پہلو راہِ مستقیم سے ہٹ کر خود انسانیت کے لئے نقصان رساں بلکہ انسانیت سوز بنتے ہوں، ادب اسلامی ان کے خلاف ہے، لیکن ادب میں جو رعنائی اور اثر پذیری اور دلوں کو چھو لینے اور ذہنوں کو جلا بخشنے کی کیفیت ہے، ادب کا اسلامی تصور ان کی اہمیت و افادیت کو جانتا ہے، اور ان کو ان کے مفید دائرے میں رکھنا ضروری سمجھتا ہے۔

رابطۂ ادب اسلامی کی یہ انجمن جو ایک عالمی انجمن کی حیثیت سے کام کر رہی ہے، اس کا برصغیر و مشرقی ممالک کا دفتر اسی لکھنؤ میں ہے، یہ دفتر ادب اسلامی کے تصور کی وضاحت کے لئے اور اس کے سلسلہ میں عملی قدم اٹھانے کے لئے مذاکرۂ علمی منعقد کرتا رہا۔ اور متعدد مقامات کے دورے بھی کئے گئے، جس میں موقر اہل ادب و اہل علم کی ایک تعداد رہی ہے، چنانچہ کئی ماہ قبل کانپور، الہ آباد، بنارس اور اعظم گڈھ کا ایک دورہ کیا گیا جس میں میں اور میرے کئی رفقاء شریک تھے، الحمد للہ لوگوں نے تعاون و دلچسپی کا معاملہ کیا۔

رابطۂ ادب اسلامی کے دفتر نے بعض پمفلٹ بھی شائع کئے، جن میں خاص طور پر "دین و ادب" نامی پمفلٹ قابل ذکر ہے۔ اس میں اس انجمن کی اولین تشکیل کے موقع پر منعقد کئے جانے والے مذاکرۂ علمی کی روداد ہے، اور بعض اہم اہل ادب و نقد کے مقالے بھی ہیں۔ یہ تو اردو کے تعلق سے ہوتا رہا، عربی کے تعلق سے ہمارے رابطہ نے اچھا کام انجام دیا، عربی علاقہ کے دفتر نے بھی متعدد اہم مذاکرۂ علمی منعقد کئے جن میں استنبول، مدینہ منورہ، قاہرہ میں منعقد کئے جانے والے مذاکرۂ علمی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہمارا برصغیر و مشرقی ممالک کا دفتر عربی میں ایک ماہانہ بلیٹن بھی تقریباً تین سال سے نکال رہا ہے، جو ادب کے اسلامی تصور کی درستگی کے ساتھ اپنی اثر پذیری اور رعنائی باقی رکھنے کا ثبوت فراہم کرتا ہے، اور یہ بات واضح کرتا ہے کہ انسانی زندگی کی مخلصانہ اور دردمندانہ ترجمانی دراصل یہی ادب کرتا ہے۔

حضرات! ہمارا یہ مذاکرۂ علمی بھی ایک نئے موضوع پر ہو رہا ہے، یہ موضوع ہے "خطوط اور تاثراتی خاکے"

خطوط ایک شخص دوسرے شخص کو عام طور پر اپنے کسی اندرونی تقاضے یا احساس کے نتیجہ میں لکھتا ہے، یہ تقاضہ یا احساس اس کی تحریروں میں جھلکتا ہے، بلکہ اس میں وہ اسی طرح شامل ہوتا ہے جیسے سمندر میں نمک یا شربت میں شکر، ان دونوں کو پینے سے وہ حقیقت محسوس ہو جاتی ہے جو اس پانی میں چھپی ہوتی ہے۔ یعنی نمکینی اور مٹھاس، اس نمکینی یا مٹھاس کو زبان بآسانی محسوس کر لیتی ہے۔

انسان کے منہ و ذہن سے نکلنے والے الفاظ جس طرح اپنا صوتی تصور پیش کرتے ہیں اسی طرح لکھنے والے کے وجدان و شعور کی چھاپ بھی اپنے مخاطب کے وجدان و شعور پر مرتسم کرتے ہیں۔ یہی الفاظ خطوط کے دائروں میں اثر بھر دیتے ہیں اسلئے بعض وقت بے تکلف لکھے جانے والے خطوط بھی رعنائیوں کے حامل بن جاتے ہیں۔ عربی کے ذخیروں میں ہوں یا فارسی و اردو کے ذخیروں میں ہم کو خطوط کے ایسے مجموعے اور منفرد خطوط ملیں گے جو طاقت و اثر کے بڑے حامل ہیں۔ اسی سے خطوط ادب کا وقیع جز بن جاتے ہیں، حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے خطوط ہوں، یا غالب کے خطوط، یا حضرت مجدد الف ثانی کے خطوط ہوں، یا مولانا ابوالکلام آزاد کے "غبار خاطر" کے خطوط، کیف و اثر لئے ہوئے جگہ جگہ مل سکتے ہیں، یہ ایک اچھوتا مضمون ہے اور دلچسپ بھی۔

خطوط سے ملتے جلتے وہ مختصر حجم کے نظرات یا شذرات ہیں جو ٹھیک خطوط ہی کے طرز کے ہوتے ہیں اور اسی کی طرح اثر پذیر، ان کے ذخیروں میں بھی بعض بعض وقت دل کو ہلا دینے والے اور ذہن میں حرکت پیدا کرنے والے نمونے مل جاتے ہیں۔

خطوط ہوں یا تاثراتی خاکے ان کے دائرہ ہائے کار علیحدہ علیحدہ ہوں یا ملتے جلتے ادب کے میدان میں دیگر ادبی ٹکڑوں کے ساتھ کام کرتے نظر آتے ہیں۔

ان میں دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ خطوط کو پڑھ کر خط کے لکھنے والے کا دل کتنا پڑھا جا سکتا ہے، اگر اس کو تھوڑا بھی پڑھا جا سکے یہ خط کے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی دلیل ہے، خط کی اثر پذیری بعض وقت اتنی ہوتی ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے دل کا رُخ بدل جاتا ہے، بعض وقت اسکے دل کی گرمی ٹھنڈی پڑ جاتی ہے، بعض وقت ٹھنڈا دل گرم ہو جاتا ہے، بعض وقت دل بجھ جاتا ہے۔

ہم کو حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پھر خلفائے راشدین و صحابۂ کرام کے یہاں بھی خطوط ملتے ہیں، اور ان کے بعد صلحاء و علماء کے یہاں اور اسی طرح ادباء اور عام پڑھے لکھے لوگوں کے یہاں بھی اچھی مثالیں ملتی ہیں۔

اردو ادب میں غالب کے خطوط کو بڑی اہمیت حاصل ہے، گذشتہ دور میں مولانا ابوالکلام آزاد کے "غبار خاطر" کے مجموعہ نے اردو ادب میں ایک خاصا مقام حاصل کیا۔

اور ابھی قریبی زمانہ میں خطوط کے کئی مجموعوں نے بہت خراج تحسین حاصل کیا۔

خطوط رنگ اور ذوق کے لحاظ سے بھی بڑے متنوع ہوتے ہیں۔ بعض میں ثقافتی پہلو غالب ہوتا ہے، بعض میں عام انسانی پہلو، بعض میں ادبی پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے، بعض میں اخلاقی، ان خطوط کے رنگ و ذوق کے اس تنوع میں ان کے لکھنے والوں کی زبان کے انداز و مزاج اور ان کی ثقافت وعلم کا دخل ہے۔

خطوط اور تاثراتی خاکے یعنی شذراتی و نظراتی نثری قطع اس مذاکرۂ علمی کا موضوع ہیں۔

امید ہے کہ اس سلسلہ میں ہم آپ کو آپ کے ابحاث و ذوق کے اچھے نمونے سننے کو ملیں گے۔ اور ہمارے سامنے نئے نکتے اور نئے گوشے کھلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مذاکرۂ علمی کو مفید بنائے اور قبول فرمائے۔

ہم آپ سب کے شکر گذار ہیں کہ آپ ہماری دعوت پر سفروں کی زحمت اٹھا کر تشریف لائے اور ہم کو ممنون بنایا۔

اسلام میں مساجد کی اہمیت اور اسکی ضرورتیں

(دوسری قسط)

از: مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب ناگپور

گھر کا وضو مسجد تک

آج سے ۵۰ برس پہلے آدمی گھر سے وضو بنا کر چلے تو مسجد میں نماز پڑھ لیتا تھا۔ اب بھی آبادیاں بڑھنے کے سبب فاصلے دور دور ہو گئے اس لئے گھر سے وضو کر کے مسجد تک جانا کسی درجہ میں مشکل ہوتا ہے۔ مسجد کے ذمہ داروں کیلئے بہتری اسی میں ہے کہ مسجد کی بہت زیادہ زینت و آرائش بعد میں کریں نہ کریں اول پانی کا اہتمام مسجد میں خاص رکھیں اس کے بغیر موجودہ دور میں مساجد میں نماز باجماعت کو قائم رکھنا ایک مشکل کام ہے۔

پانی کے بغیر زندگی نہیں

کعبہ مکرمہ والی مسجد کی تعمیر کے موقع پر ہر پڑھا لکھا مسلمان جانتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے سب سے پہلے اپنی اولاد کو لا بسایا، پانی کے بغیر زندگی نہیں اور آدمی جی نہیں سکتا فرمان رب ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

(۲۱- الانبیاء آیت ۳۰)

ترجمہ "اور پانی سے ہم نے ہر چیز کو زندگی عطا فرمائی"

اب یہ سوال رہ جاتا ہے یا تو حضرت ابراہیمؑ پانی کا انتظام وہاں خود فرماتے لیکن آپ کے وسائل نہیں تھے کہ وہ کہیں سے نہر کھود کر پانی کو یہاں تک پہنچا لیتے یا کنواں کھود کر پانی کا انتظام کرتے اللہ رب العزت نے زم زم کا چشمہ جاری فرما کر یہ اہتمام اپنی قدرت کاملہ کے تحت خود ہی فرما دیا۔ جو آج تک جاری و ساری ہے۔ اہل ایمان کو لا بسانا پہلا کام، دوسرا کام پانی کا انتظام ہو اور تیسرا کام یہ کہ اہل ایمان کیلئے مسجد تعمیر کی جائے۔

مسجد کے ساتھ مسلم آبادی کی ضرورت

ہندوستان میں بادشاہوں نے بے شمار بڑی بڑی مسجدیں تعمیر کیں جس میں لاکھوں آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن قسمت کے مارے ان بادشاہوں کو یہ نہ سوجھی کہ ہر مسجد کے آس پاس وہ مسلمانوں کو آباد کرنے کا کام پہلے انجام دے لیتے اور وہاں پانی کا اہتمام کرتے تو یہ مسجدیں ویران نہ ہوتیں آج آثار قدیمہ کے محکمہ کے تحت لاکھوں مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ ان کے آس پاس نمازی نہ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جہاں وضو بنانے کیلئے پانی نہ ہو وہاں نماز کا قیام کیسے ہو سکتا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کیلئے یہ بڑا سوالیہ نشان ہے آج نہیں تو کل انہیں اس مسئلہ کو حل کرنا ہی کرنا ہے۔

اس صدی کی نئی مصیبت

اس صدی میں ایک اور نئی مصیبت بھی بڑی آ کھڑی ہے وہ ہے استنجاء خانوں کی۔ پہلے یوں ہوتا تھا کہ نمازی آدمی نماز باجماعت کے لئے مسجد جانے کے پہلے گھر سے چھوٹے بڑے استنجاء سے فارغ ہو کر چلتا تھا۔ یا پھر راستے میں کسی جگہ استنجاء سے فراغت پا لیتا تھا۔ اب کسی چھوٹے بڑے استنجاء کیلئے کسی پگڈنڈی، سڑک یا شاہراہ پر کوئی بیٹھے تو مار کھائے بغیر چارہ نہیں۔ عورتوں اور مردوں کی بھیڑ راستے میں سیلاب کی طرح چلتی ہے اسلئے سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ جگہ جو خارج از مسجد کہی جاتی ہے۔ وہاں استنجاء خانوں کا خاص طور پر لیٹرین یعنی پاخانوں کا اہتمام کریں۔

آج کے دور کی بڑی سہولت

آج کے دور میں فلش لیٹرین ایک بڑی سہولت والی چیز ہو گئی ہے مسجد میں نمازیوں کی تعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے دس، بیس، پچیس، پچاس کشادہ بیت الخلاء جنمیں پانی کے نل لگے ہوئے اور پانی وافر مقدار میں نمازیوں کو مل سکے تاکہ وہ حاجت ضروری سے فارغ ہو کر وضو خانوں کے پاس آ کر وضو بنائے اور نماز میں شریک ہو۔ بڑے بڑے مینارے جب سہولت ہو بعد میں بنا لیجئے۔

مسجدوں کو آباد کرنے کیلئے ضروری چیزیں

مسجدوں کو آباد کرنے کیلئے فی زمانہ اب یہ چیز ضروری ہو گئی ہے۔ پانی کا خاص انتظام وضو خانے اور حاجت خانے کافی مقدار میں ہوں پھر دیکھئے مسجدوں میں نمازیوں کی آمد کیسی کثرت سے ہوتی ہے۔ ایک اور دل میں چبھن پیدا کرنے والی بات کہتا ہوں کہ لاکھوں لاکھ دیہاتوں میں مسجدیں ویران پڑی ہیں مسلمان اطراف میں آباد ہیں لیکن مسجد کے ذمہ داروں کی توجہ اس طرف نہیں ہوتی کہ وہ مساجد سے متعلق ان سب ضروری امور کی طرف اقدام کریں۔

اللہ مجھے معاف کرے کہ بے نمازی مسلمان کو بھی جب یہ معلوم ہو جائیگا کہ مسجد میں پانی کا طہارت کا خوب انتظام ہے تو چاہے وہ نماز پڑھے نہ پڑھے لیکن مسجد میں آنا جانا شروع ہو جائیگا۔ خوب کھائے گا، کھکھاریگا، بلغم نکالیگا کسی دن شرم آئی تو نماز کی طرف بھی انشاء اللہ متوجہ ہوگا۔

نام کے مسلمان سے بھی کام لیا جائے۔

لیکن نام کے مسلمان بے نمازیوں کا مسجد میں آنا جانا دیکھ کر غیروں کو نہ کبھی ہمت ہوگی نہ کبھی جرأت ہوگی کہ وہ مسجدوں کو ہڑپ لینے کی بات بھی سوچ سکے۔ (قبضہ ہوتا ہے) اور کسی مکان پر قبضہ کیلئے مکینوں کی آمد و رفت اور آنا جانا بہت ضروری ہے۔

مسلمان خوب سمجھ لیں کہ اب بہ نہ عقل کے ناخن لینا ہے زندہ قومیں اپنے کاموں کا محاسبہ کرتی ہیں اور اپنے بزرگوں کے قائم کئے ہوئے اثاثوں کی حفاظت کر کے اسمیں مزید سہولت اور آبادی کے اسباب کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

کیا ہی مناسب ہو کہ اس دور کے اہل ایمان اپنے بزرگوں کی تعریف بھی کرتے جائیں اور اپنے کردار سے بھی خود بھی یہ ثابت کرتے کہ ہم ان مساجد کے تحفظ کیلئے ان کے اہتمام اور نظم و ضبط کیلئے وہ سارے ضروری فرائض انجام دیں گے جو ہمارے ذمہ ہیں۔

مسجد پر مضمون لکھتے وقت کچھ ضروری باتیں ذہن میں آئیں جو ہمارے زمانہ کے لحاظ سے بہت اہم ہیں وہ پیش خدمت کر دی گئیں۔

اس کے بعد یہ خادم عرض کرتا ہے کہ دین اسلام میں مساجد کی اہمیت کے پیش نظر اور بھی بہت سے امور قابل غور ہیں اسے قرآن و حدیث کی روشنی میں خیال میں رکھنا اشد ضروری ہے۔

مسجد کی ویرانی

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ — ۲- البقرہ آیت ۱۱۴

"اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے لوگوں کو روک دے، اور مسجدوں کے اجاڑنے میں دوڑ دھوپ کرے۔"

عاجز نے اپنے ترجمہ قرآن میں اس آیت کے تحت حسب ذیل تشریحی حاشیہ درج کیا ہے۔

تشریح: فرقہ پرستی اور گروہ بازی میں ایک دوسرے کی مسجدوں کو اجاڑنا ایک نہایت ہی ظالمانہ فعل ہے اللہ کی مسجد میں اللہ کا نام لینے سے کسی کو روکا نہیں جانا چاہئے البتہ غیر اللہ کا نام لینے والے مسجد میں علانیہ شرک کرتے ہوں بلکہ جب کراتے جاتے ہیں تو ان کو پھر اس کا حق نہیں کہ ایک اللہ کی بندگی کریں ان کا بھی حق ہے طریقہ شرک والوں کو کوئی حق نہیں ہوتا کہ مسجدوں کے متولی بنے رہیں اور توحید پر قائم رہنے والوں کو محروم کر کے مسجد سے بے دخل کر دیں گے۔

(الانفال)

وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

(آیت ۳۴- ۸- الانفال)

باقی صفحہ ۶ پر

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب و دیگر عرقیات کی ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں۔
خط و کتابت کا پتہ
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس چوک لکھنؤ
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس چوک، لکھنؤ
عطر حنا — عطر شمامہ
IZHAR AHMAD & SONS
PERFUMERS
TRADE MARK
CHOWK-LUCKNOW

رائے بریلی میں دعوت وفکر اسلامی کے موضوع پر سیمینار

شمس الحق ندوی

شہر رائے بریلی جس کو اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ سے جب سے قطبی خانوادہ کے گل سرسبز حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے نیرآباد سے ہجرت کرکے اس کے قریب ہی تکیہ کلاں کو اپنا مسکن بنایا ہے دعوت وارشاد اور سیف و قلم دونوں ہی طرح کے جہاد کا شرف حاصل رہا ہے۔ اس آخری دور میں اس خاندان کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ ساڑھے تین سو سالہ تاریخ میں کوئی وقفہ ایسا نہیں گذرا جس میں کوئی صاحب دل ہستی موجود نہ رہی ہو، اور اطراف و اکناف میں بلکہ مبالغہ پر نہ محمول کیا جائے تو اطراف عالم میں اس خانوادہ کے افراد نے توحید کا گیت گایا، اسلام کا پیغام پہونچایا اور سوتوں کو جگایا ہے۔ اس شہر رائے بریلی کا یہ حق تھا کہ "دعوت وفکر اسلامی" کے موضوع پر یہاں ایک عالمی سیمینار ہو، مولانا محمد ثانی حسنیؒ میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی کے نوجوان کارکن قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی زیر سرپرستی ایک چھوٹے سے اور محدود وسائل رکھنے والے شہر میں عالمی سیمینار کا بیڑا اٹھایا اور نہایت سلیقہ کے ساتھ اس کے پروگراموں کو انجام کو پہونچایا، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کے حوصلے اور بلند کرے اور یہ شہر، جو عرصہ دراز سے روحانیت کا مرکز رہا ہے اور جہاں مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد الیاسؒ، و شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا محمد یوسفؒ فروکش ہوئے ہیں۔ اور ان حضرات نے یہاں کے آثار و کھنڈرات میں روحانیت کی باد بہاری محسوس کی ہے ان کو انوار و برکات نظر آئے ہیں حضرت مولانا قاری طیبؒ صاحب جیسے حضرات نے وہاں کچھ وقت گذارنے کی تمنا ظاہر کی ہے، رائے بریلی اسٹیشن سے گذرتے ہوئے حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے انوار کی بارات محسوس کی ہے۔ یہ نوجوان دعوت وجہاد کی ایک نئی جوت جگانے میں ممیز کا کام دیں۔ یہ سیمینار جو ۱۴، ۱۵، ۱۶ نومبر مسلسل تین دن جاری رہا قومی آواز کے حوالہ سے اس کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے،

جلسہ کی صدارت فرماتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے جن کی ایک جید عالم دین، مؤرخ، مصنف اور مفکر اسلام کی حیثیت سے شہرت وعظمت ساری دنیا میں تسلیم شدہ ہے دعوت و تبلیغ کی ایک مؤثر تاریخ کے حامل اس مردم خیز شہر ہے جو ان کا اپنا گھر بھی ہے ہندوستان کے حالات پر گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے مسلمانان ہند سے ان الفاظ میں عاجزانہ اور دردمندانہ اپیل کرتے ہوئے کہ "اس ملک کو تباہ ہونے سے بچائیں"۔ اس کام کو ایک مذہبی ذمہ داری سے تعبیر کیا ہے، اور یہ روشنی دی ہے کہ یہ کام "دعوت اسلامی" میں شامل ہے۔ انھوں نے انتباہ دیکر اس ذمہ داری کی اہمیت اور سنجیدگی کو اور بھی بڑھا دیا ہے کہ "مسلمانوں کے ہوتے ہوئے یہ ملک تباہ ہوا تو میدان حشر میں رسولؐ کا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان"۔ آپ کہیں گے کہ ہم رحمۃ للعالمین تھے اور آپ کی امت کے ہوتے ہوئے بھی ملک بدعنوانیوں میں ڈوب گیا۔

جلسہ میں ہندوستان اور عالم اسلام کے ممتاز علماء اور دانشوروں کی شرکت نے نہ صرف موضوع کے اعتبار سے سیمنار کی افادیت کو بڑھایا ہے بلکہ دعوت اسلامی کی روشنی میں ہندوستان جیسے عظیم ملک کو ان طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے حوصلہ دیا ہے۔ جو ان تمام باتوں کو روا رکھنا چاہتی ہیں جو تہذیب اور شائستگی کے تمام معیاروں سے الگ ہوں۔

اس سیمنار میں عالم اسلام کی کچھ ایسی شخصیتیں شریک تھیں جو آسانی سے تو کیا مشکل سے بھی کہیں نہیں جاتی ہیں۔ ان میں رئیس جمعیۃ امام ابوحنیفۃ النعمان، جناب محمد المحروس (عراق)، مدیر مرکز ثقافی اردن یونیورسٹی (عمان) جناب امین القضاۃ جامعہ ملک عبدالعزیز (ریاض) کے ڈاکٹر عبدالحلیم عویس، ایڈیٹر منارالاسلام (ابوظبی) جناب عبدالفتاح سعید، جناب احمد فہمی زمزم (ملیشیا)، میر واعظ مولوی محمد عمر فاروق (کشمیری)، مولانا بدرالحسن قاسمی (کویت)، مولانا عبداللہ المغیثی، (ہندوستان)، مولانا عبدالکریم پاریکھ (ہندوستان)، وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا علی میاں کی پچھلے کچھ دنوں سے طبیعت ناساز ہے انھوں نے اپنا خطبۂ صدارت بھی نہیں پڑھا جو مولوی جعفر مسعود نے پڑھ کر سنایا، لیکن جیسے مولانا علی میاں نے مولانا عبداللہ حسنی کی درخواست پر جو نظامت کر رہے تھے اجلاس کے اختتام پر دعا کی تو وہ دعا ایک تقریر میں تبدیل ہوگئی، جس میں اللہ سے یہ دعا بھی تھی کہ اس زمین پر امن قائم رہے اور یہ دعا بھی کہ اس سرزمین (رائے بریلی) پر رہنے والوں اور یہاں آنے والوں سے اللہ اسلام کے مسائل کو حل کرنے کے کام لے، مسلمانوں میں صحیح دین پیدا ہو اور عقائد سے لیکر معاملات تک تمام شعبوں میں وہ اسلام پر عمل کریں اور ایک عملی نمونہ پیش کریں اور اللہ سے یہ دعا اور مسلمانوں سے یہ اپیل بھی تھی کہ وہ اس ملک کو تباہ ہونے سے بچائیں۔

اس دعا کے دوران مولانا علی میاں نے ملک کے حالات کو سدھارنے کی اپیل کرنے کے لئے پیام انسانیت کی تحریک کا پلیٹ فارم بھی استعمال کیا جس کے وہ بانی ہیں اور اس تشویش کے اظہار کے ساتھ کہ ملک کرپشن (بدعنوانی) میں ڈوبا ہوا ہے، پیسے کے لئے ہر چیز کی قربانی دینے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے، رشوت کا دور دورہ ہے، انسانیت کی کوئی قیمت نہیں ہے، حالات ایسے ہیں کہ ملک میں سب کو مل کر رہنے کا حق ختم ہو جائے۔

ملک میں رہنے کا مزہ

اس صورت میں مولانا نے مسلمانوں پر زور دیا کہ اس ملک کو بچانے کی ذمہ داری قبول کریں کیونکہ اس ملک کا یہاں کی زمین، ہوا، انسانوں، محلے میں بسنے والوں کا اور ہمسایوں کا ہم پر حق ہے۔ اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور اس ملک کو پوری ہمدردی کے ساتھ اور سمجھداری کے ساتھ بچانے کی کوشش کی جائے تب ملک میں رہنے کا مزہ آئے گا۔

مولانا علی میاں عرب مہمانوں کی نظر میں

اس موقع پر عرب مہمانوں نے جو عربی میں تقریریں کیں ان میں عام طور پر مولانا علی میاں کی ذات پر فخر کا اظہار کیا گیا اور ان کی عالمی سطح پر عظمت کا اعتراف کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان کے علماء نے دین اور علم کے فروغ میں اور دعوتی اعتبار سے قلم، عمل اور زبان سے جو خدمات انجام دی ہیں جن کے نتیجے میں دارالعلوم دیوبند دارالعلوم ندوۃ العلماء جیسے ادارے اور دینی اور عربی مدارس کا پورے ملک میں جال سا پھیل گیا ہے ان کا بھرپور اعتراف کیا گیا۔ ان تقریروں کے اردو ترجمے مولانا راشد نسیم، مولانا محمد رضوان استاد ندوہ، اور مولانا بلال عبدالحیٔ نے پیش کیا۔

عراق کے ممتاز خطیب شیخ محمد المحروس نے جو بغداد میں جمعیۃ ابوحنیفۃ النعمان کے رئیس ہیں، کہا کہ مولانا علی میاں کی شخصیت نے ساری دنیا کو متاثر کیا ہے اور عالم عرب انکی تصنیفات پر انحصار کرتا ہے۔ اس وقت دعوت کی سرگرمیاں ان کی ذات میں سمٹ کر رہ گئی ہیں۔ انھوں نے ہندوستان میں دعوت کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے ہندوستان میں عربی مدارس کے جال دیوبند اور ندوہ جیسے زبردست علمی اداروں کا خاص طور سے ذکر کیا۔

ریاض سعودیہ کی ملک عبدالعزیز یونیورسٹی کے ڈاکٹر عبدالحلیم عویس نے مولانا علی میاں کی شخصیت پر روشنی ڈالی اور ان کی دعوتی سرگرمیوں سے مستفید ہونے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کو اللہ کی تائید حاصل ہے۔ انہوں نے ادب اسلامی اور دعوت کو ہمیشہ برقرار رہنے والی چیز بتاتے ہوئے کہا کہ آج ضرورت ہے کہ اسلامی اخوت اور دعوت کو صحیح رنگ میں پیش کیا جائے۔ انھوں نے دعوت کو عقل کے ساتھ پیش کرنے اور چھوٹے موٹے اختلافات اور معاشرے کو نقصان پہونچانے والی باتوں سے گریز کرنے پر زور دیا۔

اردن یونیورسٹی (عمان) کے مدیر مرکز ثقافتی ڈاکٹر امین القضاۃ نے کہا مسلمان کہیں کا بھی ہو وہ آپس میں بھائی بھائی ہے اور اس کا ایک مقصد ہونا چاہئے کہ اللہ کے حکم اور اس کے رسولؐ کے پیغام کو عام کرے۔ انھوں نے دنیا کے تمام ملکوں میں جہاں جہاں مسلمان ہیں کچھ مشکلات کا ذکر کیا، اور کہا کہ یہاں تک کہ اسلامی ملکوں میں بھی مشکلات ہیں لیکن ہر جگہ کی نوعیت الگ ہے، ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ثابت قدم رہا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے انحراف نہ کیا جائے۔

مولانا بدرالحسن قاسمی (کویت) نے مولانا علی میاں کو دنیا کے منفرد داعیوں میں شمار کئے

جانے کا ذکر کرتے ہوئے زور دیا کہ دعوت اسلامی کے میدان میں مولانا کے تجربات سے اور مولانا کے رجحان سے استفادہ کیا جانا چاہئے۔

مولانا عبداللہ المغیثی (ہندوستان) نے مسلمانوں کی ایسی تربیت کی ضرورت پر زور دیا جو ان کو ہمیشہ کی طرح دوسروں کیلئے ناگزیر بنائے رکھنے میں مدد دے، انھوں نے ملک کے حالات سے مایوس نہ ہونے پر زور دیا اور کہا کہ مسلمان ملک میں آن بان کے ساتھ قائم ہے اور اس ملک کے داعیان اسلام اور اسلاف نے خانقاہی انداز مدارس کے ذریعہ یا جہاد کے ذریعہ جو رہنمائی کی ہے اسے رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ مولانا علی میاں جیسے چہرے آج ہمارے سامنے ہیں۔ انھوں نے حالات کے لحاظ سے دعوت کا کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے کو دوسرے کے لئے اتنا کارآمد اور مفید بنائے کہ اس کے بغیر دوسروں کا کام نہ چل سکے۔ ہمیں یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا وجود دوسرے کیلئے خیر کا ذریعہ ہے شر کا نہیں۔

انھوں نے کہا کہ کاش مختلف مکاتب فکر کسی ایک جگہ پر اتحاد ہو جائے۔

اجلاس سے جس کے آغاز میں سوسائٹی کی سرگرمیوں پر مولانا امتیاز احمد ندوی نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مولانا عبدالکریم پاریکھ نے بھی خطاب کیا اور کہا کہ ملت کو احساس ہونا چاہیے کہ وہ ایک آسمانی کتاب کی وارث ہے۔ اسے خالص اسلامی دعوت کی طرف آنا چاہئے، انھوں نے انسان کشی کو روکنے اور اسے بچانے کی تمام اپیل کی، اور اس سلسلے میں مولانا علی میاں کی تحریک پیام انسانیت کی طرف توجہ دلائی۔

مدرسہ فلاح المسلمین میں وفد کی آمد

اس سیمنار کی ایک نشست رائے بریلی سے ۲۵ کیلومیٹر دور مدرسہ فلاح المسلمین امین نگر تندوا میں رکھی گئی تھی جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخوں میں سے ایک بڑی شاخ بھی ہے۔ اور جس کے بانی مولانا محمد ثانیؒ ہیں جن کے نام پر قائم سوسائٹی کے زیر اہتمام یہ سیمنار ہو رہا تھا۔ اس مدرسہ کا حق تھا کہ وہاں اس سیمنار کی ایک نشست رکھی جاتی اور انکی روح کو سکون بخشتی، یہ نشست بہت کامیاب رہی اور دور دراز دیہات کے اندر جنگل میں منگل کا سماں پیش کر رہی تھی، اس نشست میں مولانا محمد ثانی حسنیؒ کی خدمات کو بھی سراہا گیا۔ رائے بریلی سے روانہ ہوکر مہمان اس مدرسہ میں مختصر قیام کرتے ہوئے مدرسہ فلاح المسلمین امین نگر مغرب کے متصلاً بعد پہونچے، مدرسہ کے نئے مہمان خانہ میں جس کا اسی موقع پر افتتاح ہوا قیام کیا، اس کے بعد مدرسہ کی عمارتوں اور کتب خانہ کا معائنہ کیا اور پھر مدرسہ کے وسیع ہال میں جو شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کے نام سے موسوم ہے، جلسہ شروع ہوا جلسہ میں پہلے مہمانوں کے اعزاز میں مدرسہ کی طرف سے استقبالیہ پیش کیا گیا، پھر مدرسہ کا ترانہ پڑھا گیا، سب سے پہلے صدر مجلس ڈاکٹر محمد اجتباء صاحب ندوی نے مدرسہ کی تاریخ اور علاقے کی اہمیت پر روشنی ڈالی، اور بانی مدرسہ مولانا محمد ثانی حسنیؒ کی خدمات کا ذکر کیا، اس کے بعد علمی مذاکرہ شروع ہوا، شیخ محروس المدرس نے اپنا مقالہ پیش کیا، جس میں دعوت اسلامی کے مختلف مراحل کا جائزہ لیا گیا اور اتحاد اسلامی کے لئے جو کوششیں کی گئیں ان کی تاریخ بیان کی۔ مقالہ پر ڈاکٹر عبدالحلیم عویس نے تبصرہ کیا، نشست مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کے دعوت اسلامی کے موضوع پر تقریر پر ختم ہوئی۔

۱۶ نومبر کو ایک بجے حضرت مولانا مدظلہ کی پر سوز تقریر پر اس سیمنار کا اختتام ہوا، یہ تقریر ہم انشاء اللہ آئندہ کسی شمارہ میں پیش کریں گے ......

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کی وفات

علمی ودینی حلقوں میں یہ بات نہایت افسوس سے سنی جائے گی کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل عالم ربانی حضرت مولانا مسیح اللہ خانصاحب، ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جمعہ کے بعد علماء ومشائخ کی ایک بڑی تعداد نے نماز جنازہ ادا کی اور سپرد خاک کیا۔

مولانا مرحوم ایک عرصہ سے علیل تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ معتقدین ومنتسبین برابر خدمت میں حاضر ہوکر فیضیاب ہوتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور حضرت کی رحلت سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے پُر فرمائے۔ قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

التعریف الوجیز بکتب الحدیث الشریف

بقلم: مولانا سید سلمان حسینی ندوی (استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء)

حدیث کی کتابوں کا مختصر اور جامع تعارف دینی مدارس کے طلباء کیلئے ایک بیش قیمت تحفہ دیدہ زیب عربی کمپیوٹرائزڈ کتابت، بہترین طباعت، قیمت صرف پندرہ ۱۵/ روپے علاوہ ڈاک خرچ۔

آج ہی طلب کریں: مکتبۃ الشباب بڑولیا ٹیگور مارگ لکھنؤ

لمحات عن علم الجرح والتعدیل

تالیف: از مولانا سید سلمان حسینی ندوی۔

علم اسماء الرجال اب مسلمانوں کا امتیازی علم وفن ہے جس میں دنیا کی کوئی قوم ان کی شریک وسہیم نہیں ہے اس علم میں تاریخ وسوانح کیساتھ راوی کے درجہ کا تعین اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا فیصلہ بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے یہ فیصلہ محض ذوقی یا وجدانی نہیں ہوتا بلکہ اس کے چند اصول وضوابط ہیں جن کا تذکرہ اصول حدیث کی کتابوں میں کیا جاتا ہے۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی نے جرح وتعدیل کی حقیقت، اس کی شرعی حیثیت اور اس کے اصول وضوابط پر یہ رسالہ تصنیف فرمایا ہے فن حدیث کے ہر طالب علم کیلئے لائق مطالعہ ہے۔

قیمت = ۲۰ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

مقدمۃ سنن الترمذی

تحقیق ومختصر حواشی:

از مولانا سید سلمان حسینی ندوی۔

امام ترمذیؒ کی عظیم الشان "کتاب السنن" تیسری صدی ہجری سے آج تک پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالے قیامت تک اس کا درس جاری رہے گا امام ترمذیؒ نے اس عظیم کتاب کی تصنیف کے بعد ایک بہت اہم اور جامع مقدمہ تحریر فرمایا جس میں اپنی کتاب السنن کی احادیث کی حیثیت، فقہی اقوال کی سندیں، جرح وتعدیل کے اصول، اصطلاحات حسن وغریب وغیرہ کا بھی بہت وضاحت اور عمدگی کیساتھ تذکرہ فرمایا۔

اس مقدمہ میں رجال کی بعض بحثوں کی وجہ سے اس کو قدیم اصطلاح کے مطابق "کتاب العلل الصغیر" کے نام سے ایک مستقل رسالہ کی حیثیت دے دی گئی حالانکہ اس کی اصل حیثیت مقدمہ کتاب کی تھی، نتیجتاً ہمارے مدارس میں کتاب السنن کے درس سے پہلے اس کو مقدمہ کی طرح پڑھانے کا اہتمام نہ کیا گیا جس کی وجہ سے تدریس کتاب میں اہم خلا رہ جاتا ہے۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی اس مقدمہ کو، جو "کتاب العلل الصغیر" کے نام سے معروف ہے، تحقیق اور مختصر حواشی، پیراگرافنگ اور نئے ذیلی عنوانات کیساتھ شائع کیا ہے۔

سنن ترمذی پڑھنے والے طلبہ کیلئے یہ رسالہ ازحد ضروری ہے۔

قیمت ۱۵/- روپے محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کے پتے:-

(۱) مکتبۃ الشباب بڑولیا ٹیگور مارگ لکھنؤ (۲) مکتبہ حرا ٹیگور مارگ لکھنؤ۔
(۱) مکتبۂ ندویہ۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (۵) مکتبۂ تھانوی دیوبند
(۳) مکتبۂ اسلام گوئن روڈ۔ لکھنؤ۔ سہارنپور۔

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س: اگر والدین اپنے کسی لڑکے کو عاق کردیں تو اس کے لیے منادی یا اشتہار کرانا فقہی رو سے ضروری ہے یا نہیں؟

ج: عاق کرنا شرعاً معتبر نہیں اس کی کوئی اصل شرعی نہیں ہے لہٰذا اشتہار کرانے کا کیا سوال۔

س: کیا چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھ سکتے ہیں جبکہ قبلہ بدلتا رہتا ہے؟

ج: ہاں! چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنا درست ہے نماز شروع کرنے کے وقت قبلہ رو کھڑا ہو پھر اگر ٹرین مڑتی ہے اور مڑنے کا علم ہوجائے اور گھوم سکتا ہے تو گھوم جائے ورنہ جس رخ کھڑا ہے اسی رخ پر نماز ہوجائے گی۔

س: کیا خطبۂ جمعہ کے درمیان اردو اشعار پڑھ سکتے ہیں۔

ج: مسنون طریقہ کے خلاف ہوگا لہٰذا درمیان خطبہ اردو اشعار نہ پڑھے۔

س: کیا مٹی کا تیل اگر کپڑوں پر لگ جائے اور بو باقی رہے تو نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج: نماز مع الکراہت درست ہوجائیگی۔

س: مسافر اگر امام ہو اور مقتدی مقیم تو وہ اپنی بقیہ رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھیں گے یا نہیں؟

ج: نہیں! اتنی دیر چپ نہیں پڑھیں گے۔

س: احناف کے یہاں مثلین پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہوتا ہے حرمین شریفین میں چونکہ نمازیں حنبلی مسلک کے مطابق ہوتی ہیں لہٰذا وہ حضرات نماز عصر ایک مثل پر پڑھ لیتے ہیں اب ایسی صورت میں وہ حاجی صاحبان جو حنفی مسلک کے ہیں وہ عصر کی نماز اگر جماعت سے پڑھتے ہیں تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟۔

ج: صورت مسئولہ میں حاجی صاحبان کی نماز عصر درست ہوجائے گی کیونکہ یہ خود احناف کے مابین اختلافی مسئلہ ہے کہ مثل تک وقت ہے یا مثلین تک صاحبین کے یہاں ایک مثل تک ظہر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت آجاتا ہے نیز شوافع اور دیگر ائمہ کا یہی مسلک ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں حنفی مسلک پر عمل کرنے والے حاجی صاحبان کی نماز درست ہوجائے گی۔

س: نماز میں شرکت کی خاطر دوڑ سکتے ہیں؟

ج: جماعت میں شریک ہونے کے لیے دوڑ کر نہیں جانا چاہیے بلکہ سکون واطمینان سے چلنا چاہیے حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے بعض لوگوں کا شور سنا جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بات تھی ان لوگوں نے عرض کیا ہم لوگ جماعت کی طرف تیزی سے آرہے تھے فرمایا ایسا نہ کیا کرو جب تم نماز کی طرف آؤ تو اطمینان وسکون کے ساتھ آؤ جتنی جماعت تمہیں مل جائے اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پوری کرو۔ (بخاری۔ مسلم)

س: کسی کے پاس صرف پانچ تولہ سونا ہے، چاندی بالکل نہیں تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

ج: نہیں اگر صرف سونا ہے چاندی بالکل نہیں ہے اور ۷½ تولے سے کم ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کچھ بھی چاندی ہے تو زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔

س: ایک شخص اپنا مکان اس شرط پر بیچتا ہے کہ خریدنے والا مجھے کچھ روپے بطور قرض دے دے تو کیا یہ شرعاً درست ہے؟

ج: نہیں! اگر کوئی یہ شرط لگائے کہ میں مکان اس وقت دوں گا جب تم مجھے کچھ قرض دے دو، تو یہ بیع فاسد ہے اس طرح بیچنا شرعاً درست نہ ہوگا۔

س: امام صاحب سینما دیکھتے ہیں کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج: ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

س: سجدہ کرتے وقت سر سے ٹوپی گرجائے تو کیا اٹھا سکتے ہیں؟

ج: ایک ہاتھ سے اٹھا کر پہن سکتے ہیں بلکہ اٹھا لینا افضل ہے۔ ولو سقطت قلنسوۃ فاعادتھا افضل۔ درمختار ص۔

س: بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز پڑھتے وقت زور زور سے اللہ کہتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج: ایسا کرنا درست نہیں ہے اس عادت کو چھوڑنا ضروری ہے۔

مدرسہ انوار الاسلام مادھوپور بہار کا ایک مختصر جائزہ

محمد خالد ندوی غازیپوری

اسلامی ثقافت کی ترویج، دین کی اشاعت کا کام، تہذیب اسلامی کا فروغ، اسلامی تشخصات کی بقاء، روحانی زندگی کا نمود، علم وعمل تربیت وتعلیم اور وجدان وشعور کے فروغ کا مرکز ہمارے وہ دینی اسلامی مراکز ہیں جہاں معرفت کو جلا ملتی ہے اور علم وآگہی کی سان چڑھتی ہے، دنیا اور آخرت کی حقیقت کھلتی ہے، جہاں سے زندگی کے سرمدی سوتے جاری ہوتے ہیں اور ایمان ویقین کے چشمے ابلتے ہیں۔ ان کی بقاء ان کا فروغ ہمارا دینی وملی فریضہ ہے، وہ وادی ایمن بھی ہے، کوہ طور بھی، غار حرا بھی ہے اور غار ثور بھی، بدر وحنین، احد واحزاب کی قدروں کا امین بھی، وہ ایک مدرسہ ہے لیکن اسلامی زندگی کی گاڑی اس کے بغیر چل نہیں سکتی، بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ملت اسلامیہ ہندیہ کے قالب میں تازہ خون دینے کے لیے ان مراکز کی آبیاری کے لیے کوشاں رہیں، مدرسہ انوار الاسلام مادھوپور، سیوان بہار اپنی طویل خدمات اور روشن تاریخ کے باعث اس سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی ہے، جو تقریباً ڈیڑھ صدی سے سرزمین بہار میں علم وہدایت کی ساقی گری میں مصروف ہے، یہ مدرسہ ندوہ کے اہم ملحقہ مدارس میں سے ایک ہے، تقریباً ڈھائی سو طلبا زیر تعلیم ہیں، جن میں نصف سے زائد قیام وطعام کی سہولت کے ساتھ زیر تعلیم ہیں، اسٹاف کی تعداد تقریباً ۸ ہے اس کی ایک شاخ مدرسہ نسواں بھی ہے، جس کی شاندار عمارت کا افتتاح ۱۹ اکتوبر کو بقیۃ السلف حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندوی دامت برکاتہم کے ہاتھوں عمل میں آیا ہے، بچیوں کی تعلیم بھی شروع ہوگئی ہے، منتظمین کا یہ حوصلہ اور اخلاص کی برکت ہے کہ ماحول کی برہمی اور فضا کی ناسازگاری کے باوجود ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اس موقع پر ایک عظیم اجلاس بھی ہوا جس میں حضرت مولانا سید مرتضیٰ صاحب زید مجدہٗ اور جناب مولانا شفیق الرحمٰن صاحب ندوی کے ہمراہ راقم الحروف نے بھی شرکت کی، مدرسہ لقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے، اس کی ترقی اصحاب خیر کی توجہ کا محتاج ہے۔ "وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ"۔

الکٹرانکس کی دنیا میں ایک مشہور ومعروف آزمودہ نام

فاسٹ بزنس سینٹر

فریدی بلڈنگ

نزد لال باغ پوسٹ آفس

حضرت گنج لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۱

FAST BUSINESS CENTRE

FARIDI BIDG., HAZRATGANJ LUCKNOW 226001

Phones: 230592/3/4

TELEX: 535436 FAST IN • 535430 FAST IN

FAX: 0091 522 242061

0091 522 230376

بقیہ: درس حدیث

غلامی میں بری طرح جکڑے ہوئے ہے ان کو آزادی ملے اور وہ حق وباطل کے بارے میں سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے آزاد فضا میں سانس لیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۞ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ"

جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور خدا ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انھوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے۔ اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں خدا کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے ویران ہوچکی ہوتیں، اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے، بے شک خدا توانا اور بزرگ ہے۔

قرآن کریم کے یہ الفاظ کتنے بلند ہیں ان پر تقوی کی نگہبانی وفرمانروائی ہے قتل اسی کو کیا جائے گا جو خود سے جنگ چھیڑے، رہے کاشتکار اور مزدور طبقہ کے لوگ تو ان کو قطعاً کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی، یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک لشکر سے فرماتے ہیں: (اللہ کے نام پر جاؤ کسی بچے کو نہ قتل کرنا، عورت کو نہ قتل کرنا اور نہ کسی مزدور کو قتل کرنا مسلمان جب کسی حکومت پر فوج کشی کرنے پر مجبور ہوتے تھے تو ان کو تین باتوں میں سے کوئی ایک بات اختیار کرنے کی دعوت دیتے تھے، یا تو وہ اسلام قبول کرلیں یا مسلمانوں سے معاہدہ کرلیں یا پھر جنگ کریں۔

ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ جب مسلمانوں کے لشکر نے سمرقند کے علاقہ "صغد" پر حملہ کیا تو ان تین باتوں میں سے کسی بات کی دعوت نہ دی اور فوج کشی کرکے قبضہ کرلیا، جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا مبارک عہد آیا تو اہل صغد نے ان سے شکایت کی، ان کی شکایت سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سمرقند کے گورنر کو لکھا (جیسے ہی تم کو ہمارا یہ خط پہنچے قاضی کو اس معاملہ کی جانچ وتحقیق اور فیصلہ پر مامور کرو، اگر قاضی ان لوگوں کے حق میں فیصلہ دے تو عربوں کو ان کی چھاؤنی سے نکال دو) قاضی نے اہل سمرقند کے حق میں فیصلہ دیا اور اسلامی لشکر شہر سے باہر نکل آیا تاکہ ان پر یہ تینوں شرائط پھر سے پیش کرتے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ربعی بن عامر کو فارس کی افواج کے کمانڈر رستم کے پاس قادسیہ بھیجتے ہیں، ربعی بن عامر جب رستم کے دربار میں پہنچتے ہیں تو وہ پوچھتا ہے، آپ کس غرض سے آئے ہیں حضرت ربعی بن عامرؓ جواب دیتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تاکہ اس کے بندوں کو اس کے منشا کے مطابق بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ اکیلے اور بے مثل کی عبادت کی طرف بلائیں، اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف لائیں، مذاہب وادیان کے جور وستم سے نکال کر اسلام کے عدل وانصاف کے سائے میں پہنچائیں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنی مخلوق کی طرف اپنا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ ہم ان کو اس کی دعوت دیں، جو اس کو منظور کرلے گا ہم بھی اس کی بات مان لیں گے اور واپس ہوجائیں گے، اور جو اس کا انکار کرے گا ہم اس سے لڑتے رہیں گے حتی کہ اللہ کا وعدہ پالیں ان لوگوں نے سوال کیا اللہ کا وعدہ کیا ہے؟ حضرت ربعی بن عامرؓ نے جواب دیا جو شخص اس دین کا انکار کرنے والوں سے لڑتے ہوئے قتل (شہید) کردیا جائے اس کے لیے تو جنت کا وعدہ ہے اور جو زندہ رہے اس کے لیے کامیابی وفتح مندی کا وعدہ ہے۔

اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ وہ جنگیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں، اور آپؐ سے پہلے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم السلام نے فرمائی ہیں ان سب کا مقصد حق کی مدد ونصرت تھا اگر یہ نہ کیا جاتا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی۔

حدیث کا فقہی پہلو

۱۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے وجوب کا اعتقاد رکھتے ہوئے جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا قتل کردیا جائے گا، اور یہی جمہور کا قول ہے، لیکن یہاں یہ استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ یہاں حکم قتال کا ہے، قتال یعنی جنگ کے مباح ہونے سے قتل نہیں مباح ہوگا، اس لیے کہ باب مفاعلہ سے قتل کا دونوں طرف سے صادر ہونا ضروری ہوتا ہے، جنگ اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ نماز کے چھوڑنے اور زکوٰۃ کے نہ دینے والے لوگ آمادۂ جنگ نہ ہوں، یعنی مدافعت میں جنگ کے لیے تیار ہوجائیں، یعنی یہ کہ ایک جماعت اس پر متفق ہوجائے کہ وہ نہ نماز پڑھے گی نہ زکوٰۃ دے گی اور اس کے لیے جنگ کرنے پر آمادہ ہوجائیں، لیکن بلا نیت جنگ ومخالفت نماز چھوڑنے والے یا زکوٰۃ نہ دینے والے سے جنگ یا اس کو قتل کرنا درست نہ ہوگا۔

بہت سے علماء سلف کی رائے ہے جن میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی وغیرہ بھی شامل ہیں کہ تارک صلوٰۃ کو کافر نہ قرار دیا جائے گا بلکہ فاسق قرار دیا جائے گا اس کو توبہ کے لیے کہا جائے گا، اگر توبہ نہ کرے تب بطور تعزیر وسزا کے قتل کیا جائے گا، یہ امام مالک اور امام شافعی کا مسلک ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قتل نہ کیا جائے گا، بلکہ اس کو سزا دی جائے گی قید کردیا جائے گا حتی کہ نماز پڑھنے لگے۔

جن احادیث سے تارک نماز کا کفر ثابت ہوتا ہے اس سے مراد نماز کا منکر یا اس کے چھوڑنے کے سلسلے میں حیلہ بہانا کرنے والا شخص مراد ہے۔ بعض قرآنی آیات بھی اس کے مخالف ہیں، مثلاً

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ"

خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے، اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا۔

ہاں اگر کوئی نماز کا انکار کرتا ہے اور اس کو نادرست کہتا ہے تو وہ تمام مسلمانوں کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہوگیا اور اسلام سے نکل گیا۔

اور زکوٰۃ کے وجوب کا بھی اگر کسی نے انکار کیا تو وہ اسلام سے خارج ہوگیا وہ کافر قرار پائے گا اور قتل کردیا جائے گا لیکن کسی نے زکوٰۃ کی ادائیگی تو نہ کی لیکن اس کی فرضیت کو تسلیم کرتا ہے تو وہ زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے گنہ گار تو ہوگا لیکن اسلام سے نہ خارج ہوگا، حاکم زبردستی اس سے زکوٰۃ وصول کرے گا اور سزا دے گا اور اگر پوری قوم زکوٰۃ ادا کرنے سے باز رہی جب کہ وہ زکوٰۃ کی فرضیت کو تسلیم بھی کرتے ہوں اور ہوں وہ لوگ صاحب قوت وطاقت تو ان سے بھی جنگ کی جائے گی حتی کہ زکوٰۃ ادا کریں۔ حدیث میں علماء کی مزید تحقیقات وبحثیں ہیں۔

امام شوکانیؒ نے اسی کو ترجیح دیا ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے اس پر حد جاری کی جائے وہ قتل کردیا جائے گا دلیل اسی حدیث سے اور بعض دیگر احادیث سے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام تلوار اور قتل وخونریزی سے نہیں پھیلا، مجاہدین کی دعوت اور لوگوں کو ضلالت وگمراہی سے نکالنے اسلام کے ارکان واصول کو واضح کرنے کی راہ میں جب رکاوٹ ڈالی گئی اور کوئی قوم مقابلہ میں آئی تب وہ جنگ پر مجبور ہوئے۔

۲۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان دنیا کے گوشے گوشے میں دین پھیلانے کا عزم وحوصلہ رکھیں خواہ فرد ہو یا جماعت یا حکومت اپنے اپنے وسائل وامکانات کے اعتبار سے یہ سب کے لیے ضروری ہے خواہ ان کو جنگ ہی پر کیوں نہ مجبور ہونا پڑے۔

۳۔ حدیث یہ رہنمائی ملتی ہے کہ ہر مسلمان اپنے کو دعوت دین کیلئے تیار کرے، جماعت اس مقصد کے لیے اپنے افراد تیار کرے، حکومت اس دعوت کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے تیار رہے، موجودہ حالات میں یہ بات اسی وقت ممکن ہوگی جب کوئی شخص فکری، علمی اور روحانی طور پر اپنے کو تیار کرے اور جسمانی قوت وطاقت بھی بڑھائے، آج مسلمانوں کو اس آیت کریمہ پر غور کرنے کی کتنی شدید ضرورت ہے۔

باقی صہ۸ پر